اردو ترجمہ و شرح

رباعیات ابوسعید ابوالخیر

مطبوعہ

تاج بک ڈپو [illegible]

مالک

ملک نذیر احمد تاجر کتب لاہور

قیمت

اردو ترجمہ و شرح

رباعیات ابوسعید ابوالخیر

از

مولوی فضل احمد صاحب منشی فاضل او۔ ٹی ہیڈ پرشین ٹیچر

اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ لاہور

حسب فرمائش

ملک نذیر احمد تاجر کتب مالک تاج بکڈپو کشمیری بازار لاہور

جون ۱۹۳۵ء میں

[illegible] الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر چھپوا کر شائع کیا

اگر آپ کو

دبیر عجم کے دیگر خلاصے تفہیم مشکل معلوم ہوتے ہیں

مندرجہ ذیل حصص ملاحظہ فرمائیں جو نہایت آسان ہیں

(۱) رسالہ علم بیان یہ دبیر عجم کے علم بیان کے متعلق آپکی ہر طرح کی مشکل کو حل کر سکتا ہے۔ مثالیں نہایت آسان اور واضح ہیں مصنفہ مولوی رشید احمد صاحب بی اے منشی فاضل۔ ادیب فاضل قیمت ۴ر

رسالہ نادر در علم بدیع

یہ دبیر عجم کے علم بدیع کے متعلق آپ کی تمام مشکلات کو حل کر سکتا ہے ہر سال تقریباً دس نمبر کا سوال اس حصے میں سے ہوتا ہے۔ مصنفہ مولوی رشید احمد صاحب بی اے منشی فاضل۔ ادیب فاضل قیمت ۲ر

رسالہ علم معانی و موازنہ وغیرہ

یہ دبیر عجم کے علم معانی و موازنہ کو حل کرنے کیلئے نہایت ہی آسان ہے قیمت ۴ر

مکمل خلاصہ دبیر عجم از مولوی رشید احمد بی اے منشی فاضل ادیب فاضل قیمت ۱ر

مندرجہ بالا حصص آپ کو علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ رباعیات

حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ:- اس ترجمہ کے رباعیات کے نمبر رباعیات ابوسعید ابوالخیر مطبوعہ تاج بک ڈپو کے نمبروں کے مطابق درج ہیں +

۱- (ذات باری تعالےٰ گنہگار بندے کو مخاطب کرکے یوں گویا ہے۔ کہ اے پراگندہ زماں) جس حالت میں بھی تو ہے باز آجا۔ اگر تو کافر ہے یا آتش پرست ہے۔ یا بت پرست ہے (اپنی اس حالت کو چھوڑ کر) متوجہ الی الحق ہو۔ (رحمت ایزدی تجھے اپنی آغوش میں لینے کے لئے ہر وقت طیار ہے) اس بارگاہ سے نا امید نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر تو نے سینکڑوں مرتبہ بھی توبہ توڑی ہے۔ ایک دفعہ پھر توبہ کرلے۔ ہمارے دربار میں منظور و مقبول ہوجائے گا۔

۲- (شعراء اکثر ہوا سے قاصد کا کام لیا کرتے ہیں۔ اسی مسلک پر گامزن ہوتے ہوئے حضرت شیخ ابوسعیدؒ نسیم کو قاصد بنا کر محبوب کی طرف پیغام بھیج رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں) کہ اے نسیم باغ میں جا۔ اور اس نازنین شاد (محبوب) کو کہہ کہ کبھی اپنی تشریف آوری سے ہمارے ویران خانہ کو آباد کرے۔

۳- اے یا الٰہ مصیبت کو ٹال دے۔ اس بلا سے ہمیں محفوظ رکھ۔

حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں گیسوؤں کے صدقے میں ہما
زبردستوں (ظالموں) کو ذلیل کر۔ کوئی اہل خانہ مصیبت سے آزاد نہیں
حضرت ابوسعید بڑے پائے کے ولی اللہ ہیں۔ لیکن اعدا بھی بڑوں کے بڑے
ہی ہوا کرتے ہیں اعدا کی عداوت کے دو علاج ہیں۔ یا تو وہ احبا بن جائیں
ہلاک ہو جائیں۔ بہت تھوڑے اعدا احبا بنا کرتے ہیں۔ سو واسطے آخری علاج
زیادہ کارگر ہے۔ اور حضرت سلطان العارفین نے بھی اسی کو کارگر سمجھا ہے
۴۔ عشق کے ہاتھوں ہزار فریاد۔ میرا معاملہ ایک عجیب معشوق سے ہے
(جو میرے اس دارفتگی شکستگی کی ذرا بھر پروا نہیں کرتا) اگر میری اس بیچا
کی داد اس نے دی تو بہتر۔ وگرنہ میری نالش عشق کے دربار میں ہو گی۔ پھر
ہو سو ہو ٭

۵۔ اے یار الٰہ سرور کونین ہادی ثقلین حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے صدقے میں۔ اور آل عبا (حضرت علیؓ حضرت فاطمہ الزہرہؓ حضرت
امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ آل عباس۔ ایک روز حضرت محبوب خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے محمد حسنین کو اپنی کملی میں لیکر فرمایا یہ ھٰؤلاء اھلبیتی
اللہ جل وعلیٰ شانہ نے آیۃ تطہیر نازل فرمائی) کے صدقے میں اپنی مہربانی ا
شفقت سے میری حاجات بر لا لیکن اے صاحب عز وعلا مجھے کسی
فرد دیگر کا احسان مند نہ ہونا پڑے ٭

۶۔ اے ہمارے پہلو میں رہنے والے دل تجھے محبوب کے بغیر یہاں
مناسب نہیں۔ ہمارا ایک دلبر (محبوب) سینکڑوں ایسے دلوں سے بہتر
جو ہمارے پہلو میں ہیں۔ (اب تو یہ حال ہے) کہ نہ ہی دلبر (محبوب) ہمارے
پاس ہے۔ اور نہ ہی دل ہی قبضے میں ہے (اے یار اللہ) ہمارے دلبر کو

ہمارے پاس بھیج دے (یا کم از کم ہمارا دل ہی ہمارے پاس بھیج دے۔

۷۔ منصور حلاج جو دریائے (وحدت) کا نہنگ تھا (اسی غلبہ اشتیاق میں) تن کی روئی سے جان کا دانہ علیحدہ کر دیا۔ جب منصور انا الحق کہہ رہا تھا منصور کہاں تھا۔ وہ تو خدا ہی خدا تھا۔

من تو شدم تو من شدی۔ من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

نوٹ: حسین ابن منصور کا پیشہ حلاجی نہ تھا۔ بلکہ انکا ایک دوست دھنیا تھا۔ جب کبھی اسے کسی کام کے واسطے کہیں بھیجتے۔ تو خود انگلی کے اشارہ سے اس کا کام انجام دیتے۔ اسی وجہ سے خود حلاج مشہور ہو گئے۔ یہ شخص عشق الٰہی میں از خود رفتہ ہو گیا۔ ماسوی اللہ کو دل سے محو کر دیا۔ اپنی خودی کو حق اللہ تعالےٰ اور بندہ کے درمیان یک قلم چھوڑ دیا۔ اور ایسا فنا فی اللہ ہوا۔ کہ اللہ کے سوا سب کچھ ہیچ اور نابود نظر آنا لگا۔ اس بے خودی ہی کے عالم میں بسا اوقات زبان سے بے ساختہ کلمہ انا الحق نکل جاتا تھا۔ یہ کلمہ چونکہ خلاف شرع تھا۔ سوائے علماء وقت رحمہ اللہ تعالےٰ نے سولی پر لٹکانے کا حکم دے دیا۔

حد ادب سے بڑھ کے جو کھول دے نکتہ راز کا۔ دار پہ حشر دیکھئے ایسے زبان دراز کا

۸۔ دل میں دعا کر رہا تھا۔ اور ہوا آمین کہہ رہی تھی۔ تاکہ محبوب کی دونوں بادام نما آنکھیں اچھی ہو جائیں۔ تجھے دشمن کی نظر لگ گئی ہے۔ خدا کرے تیرے دشمن کی آنکھ میں شیشہ پڑ جائے (اور اس کی آنکھوں کو پھوڑ دے)

(۱) بادامینا۔ ہوا آمین کہہ رہی تھی (۲) بادام نما (۳) شیشہ پڑ جائے (شیشہ پھٹ جائے) بادامینا کے معانی مندرجہ بالا ترتیب سے لکھنے چاہئیں۔

۹۔ اے (محبوب) تیرے غم نے ہمارے دل کے ہوش وحواس غائب کر دیئے

ہیں۔ تیرے درد (عشق) نے ہمارے دل کے گھر کو بیچ ڈالا ہے۔ جس زندی سے پاکیزہ لوگ محروم ہیں۔ اس زندی ہی نے تیرے عشق کو ہمارے دل کے کانوں میں کہہ دیا ہے۔ تیرے عشق و محبت کا موجب صرف زندی ہی ہے۔
ف:۔ جہاں سلطان عشق کا تسلط ہو۔ وہاں کسی دوسرے کی نہیں چلتی حضرت عشق نے دل کسی اور کے قبضے میں دے دیا ہے۔
۱۰۔ میری آنکھوں میں بجائے نیند کے آنسو ہیں۔ یہ اس واسطے کہ میں آپ کو بہت جلد دیکھنا چاہتا ہوں۔ لوگ مجھے مشورہ دیتے ہیں کہ (جلدی دیکھنے کا محض ایک طریقہ ہے) کہ سو جاؤ تاکہ تو خواب میں اُسے دیکھ لے۔ لیکن ان بے خبروں کو اتنا معلوم نہیں کہ ایسی حالت میں نیند کہاں۔
۱۱۔ جب سے تیری خونخوار آنکھ کو تکلیف ہوئی ہے (تپ سے) میری خواہش ہے کہ تیری تکلیف میری جان کو لگ جائے۔ اے بار خدا زمانے کی نظر بد سے محبوب کے نرگس بیمار (چشم) کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔
ف:۔ چشم خونخوار۔ چشم کو خونخوار اس لئے کہا ہے کہ اس نے کئی عشاق کی جانیں لیں۔ چشم زخم (نظر بد)۔ نرگس بیمار (چشم محبوب)۔
۱۲۔ اے محبوب میری خواہش ہے کہ تیرا مہمان بنوں۔ کیا آپ مجھے رقیبوں سے محفوظ رکھ سکیں گے (کیا ہی اچھا ہو) کہ آپ یہ گھر بہت مہمانوں (رقیبوں) سے خالی کر دیں۔ اور ہماری موجودگی میں وہاں آپ کے سوا کوئی دوسرا نہ موجود ہو۔
۱۳۔ وہ رشتہ جو میرے روح کی طاقت ہے۔ اور میری کمزور جان کی آرائش ہے۔ اگر تو اُسے لب پر لے آئے۔ تو میری جان بھی نکل جائے (کیونکہ) میری جان سے وہ ملحق ہے۔

ف :۔ (محبوب سے جو تعلق ہے۔ جان اُسی تعلق کی وجہ سے قائم ہے۔ اگر یہ تعلق منقطع ہو جائے تو جان نکل جائے) ؂

۱۴۔ ہر ذلیل کمینے (کے ہاتھ سے) کہاں تک رنج و غم برداشت کرتا ہونگا۔ اور کب تک اپنی ذلت سے ہر ذلیل کے سامنے خوار ہونگا۔ جب دعا سے بھی میرے مقصد بر آ سکے ہوں۔ تو میں نے اس آسمان سے بالکل لاتعلقی اختیار کر لی ہے۔

ف :۔ (اپنی دنیا سے قطع تعلقی ظاہر فرماتے ہیں۔ کہ دنیا میں رہ کر جب تعلقات دنیا والوں کے ساتھ وابستہ ہوں۔ تو چاروناچار۔ اپنی ضمیر کشی کرنا پڑتی ہے۔ اور اہل دنیا کی اکثر خواہشات پر (جو اپنی ضمیر کے خلاف ہوں) عمل کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جب دنیا سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ تو یہ ذلت برداشت نہیں کرنا پڑتی۔ پہلے تو تعلقات قائم رکھتے ہوئے اس ذلت سے رہائی حاصل کرنے کے لئے دعائیں مانگتا رہا۔ لیکن جب دعاؤں سے یہ مقصد حاصل نہ ہوا۔ تو وہ آخری طریق (یعنی دنیا کو بالکل چھوڑ دینا) پر عمل کرنا پڑا) ؂

۱۵۔ جب تو چند سرگرداں (راہ طریقت سے بھٹکے ہوئے) آدمیوں کو دیکھے تو مردانِ خدا کی عیب جوئی نہ کر۔ کیونکہ بے حقیقت صوفیوں کی اتباع کرنا۔ صاحبانِ طریقت کے مسلک کو بدنام کرتا ہے۔

تشریح :۔ بعض ایسے اشخاص بھی ہیں جو صوفی نہیں ہوتے لیکن صوفیوں کا جامہ پہن لیتے ہیں۔ اور خلقت کی گمراہی کا موجب بنتے ہیں چونکہ ولی اللہ کی شناخت سخت مشکل امر ہے۔ اور بغیر دل کے ولی کو کوئی نہیں پہچان سکتا ہے۔ اسواسطے ان گندم نما جو فروش صوفیوں کے اتباع بھی پیدا

ہوجاتے ہیں چونکہ وہ تو "تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" کی زندہ تصویر ہوتے ہیں اور "چوں بہ خلوت میروند آں کار دیگر میکنند" کا نمونہ ہوتے ہیں۔ اسواسطے مقصد میں بہت جلد ان سے برگشتہ ہوجاتے ہیں۔ اور وہ بغیر تلاش حقیقت اس مسلک ہی کو مطعون کرتے ہیں۔ سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ کہ اگر خدانخواستہ کسی ایسے گم کردہ راہ سے واسطہ پڑے۔ تو اُسکا پول کھل جانے کے بعد حقیقی اولیا اللہ کی توہین نہ کرنا چاہیئے ؂

۱۶۔ دنیا جمشید۔ قیصر اور خاقان کیلئے ہے۔ حمد خدا فرشتوں کے حصے میں ہے۔ دوزخ بدکردار لوگوں کے لئے ہے۔ اور بہشت نیکوں کے واسطے۔ لیکن ہماری جان محبوب کیلئے ہے۔ اور محبوب ہمارے لئے ہے۔

ف:۔ جم۔ جمشید۔ قیصر۔ شاہ روم۔ خاقان۔ شاہ چین تعلق باللہ کو ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ قسام ازل نے ہر ایک شے کو کسی خاص مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ ہماری جان جو مخلوق الٰہی میں سے ہے اسے اپنے عشق کیلئے پیدا کیا ہے۔

قسمت کیا قسام ازل نے تاریخ + ہر شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا + غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

۱۷۔ تیرا وصال کہاں۔ اور میں ہجر کا مارا کہاں + موتی کا دانہ کہاں۔ اور چیونٹی کی ہمت کہاں مانا کہ مجھے جلنے سے کوئی خوف و خطر نہیں ہے۔ لیکن پروانہ کہاں اور طور کی آگ کہاں +

ف۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا پیمانہ شوق جب لبریز ہوگیا۔ تو ندرہ سکے اور عرض کی "رب ارنی" (اے خدا مجھے اپنا جمال جہاں آرا دکھا) بارگاہ ایزدی سے جواب ملا کہ اے موسےٰ "لن ترانی" (تو ہرگز ہرگز ہمارے جمال جہانفروز

کی تاب نہ لاسکیگا۔ وہاں اس پہاڑ پر ہم اپنی تجلی ڈالتے ہیں۔ دیکھتا رہ اگر تو اس کا متحمل ہوگیا۔ تو ہمارا دیدار بھی کرلیگا۔ لیکن جب پہاڑ پر تجلی ہوئی تو موسٰے تاب نہ لاسکے۔ اور بیہوش ہوکر گر پڑے۔

موسٰے علیہ السلام جیسے اولاالعزم پیغمبر حالانکہ جب اس تجلی کو برداشت نہ کرسکے تو میری کیا حقیقت ہے۔ حضرت ابوسعید اپنا استعارہ پروانہ سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ جسطرح پروانہ صرف شمع پر قربان ہونا جانتا ہے۔ اسی طرح ہم ہیں کہ آتش شوق میں جلنا جانتے ہیں جمال حقیقی کا مشاہدہ ہمارے قبضہ اختیار سے باہر ہے۔

نوٹ:۔ حوصلہ کے معنی پوٹا کے ہیں بھی ہیں۔ اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ موتی کا دانہ چیونٹی کے پوٹے میں کب سما سکتا ہے۔

۱۸۔ مضطرب جان کے ہاتھ سے صبر وتحمل کی باگ چھوٹ گئی۔ اور دائرہ چشم رنج انتظار میں رکاب کی مانند ہوگیا ہے پھر تو عنان کی طرح تیرے حکم سے سرتابی نہ کرونگا۔ اگر رکاب کی طرح تیری پابوسی کی دولت سے بہرہ ور ہوگیا

ف:۔ بہت صبر کیا۔ اور چشم براہ رہا حتیٰ کہ آنکھ مثل رکاب کے خستہ ہوگی اب صبر نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ عہد کرتا ہوں کہ اگر ایک مرتبہ تیری پابوسی کی دولت حاصل کرلونگا۔ تو پھر کبھی سرتابی نہیں کرونگا۔

۱۹۔ گردش فلک سے ہمیشہ ایک روش کی امید رکھ۔ اور دور زمانہ سے بادشاہ کے عدل و انصاف کی تمنا نہ رکھ۔ یہ چند یوم جو تو نے دنیا میں بسر کرنے ہیں۔ اس مدت میں کسی مسلمان کی دلآزاری نہ کر۔

ف:۔ بھلا گردش فلک کی چین دیتی ہے کسے انشا
غنیمت ہے کہ ہم صحبت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

ارشاد نبوی ہے۔ کہ "المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ"
(مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو ضرر نہ پہنچے۔
گردش فلک ہمیشہ میری اقتدار نہیں رہنے دیتی کبھی شاہی ہے۔ تو کبھی گدائی
عزت و مرتبت کے زمانے کو غنیمت سمجھتے ہوئے لوگوں کی دلجوئی میں کوشاں
رہنا چاہیئے۔ کیونکہ :-

دل بدست آور کہ حج اکبر است + از ہزاران کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیل آزر است + دل گذرگاہ جلیل اکبر است

۲۰۔ کبھی تو آتش ہجر پر کباب کی طرح بھن رہا ہوں۔ اور کبھی غم والم کے
سمندر میں حباب کی طرح سرگرداں رہتا ہوں۔ مختصر یہ ہے۔ کہ اس فانی دنیا
میں خس وخاشاک کی طرح کبھی جل رہا ہوں اور کبھی پانی پر (سرگرداں) ہوں۔
ف :- اس دنیائے دو دن فنا شدنی میں کوئی فرد بشر راحت کی زندگی
بسر نہیں کر رہا۔ کسی شخص کو کسی حالت میں چین نہیں ہے۔ ہجر تو خونخوار ہے
ہی۔ وصال میں بھی جدائی کا الم جانستان پیچھا نہیں چھوڑتا +
۲۱۔ آج رات میرا کام رونا اور فریاد کرنا ہے (آج تو) نہ ہی صبر ہے۔ اور نہ ہی
ہوش بجا ہیں۔ شاید کل ایک ساعت (رنج و محن سے خلاصی دل تھی) خوشی
میں گذری۔ تو آج اسی دوشنبہ خوشی کا کفارہ ہو رہا ہے۔
ف :- اگر کچھ وقت کیلئے راحت کی دولت نصیب ہو بھی جائے۔ تو بعدہٗ اتنی
تکلیف ہوتی ہے۔ کہ اس خوشی کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ ہر راحت میں رنج پنہاں
ہے۔ ہر خوشی کے پردے میں غمی پوشیدہ ہے۔ تو اس عارضی اور غیر مستقل
فرحت کے حصول میں ابدی فرحت اور جاودانی راحت کے حصے کو ہاتھ
سے نہیں دینا چاہیئے +

۲۲۔ اے محبوب حقیقی تیرے حُسن کا آئینہ تیری صورت زیبا ہے۔ اور وہ صبر و شکیب کی ہزاروں کشتیوں کا بھنور ہے۔ جو آئینہ تیرے حُسن کے آئینے کے سوا ہے۔ عقل اُسے صحرائے فریب کا سراب سمجھتی ہے۔

۲۳۔ اے محبوب حقیقی تیرے ہجر میں فضائے زمانہ (باوجود اپنی وسعت کے) مجھ پر تنگ ہے۔ ایک ایسا دل رکھتا ہوں۔ جو سینکڑوں من بوجھ اٹھائے ہے ایسی عمر ہے۔ جس کی مدت زمانہ کیلئے باعث تنگ دعا ہے۔ اور ایک ایسی جان ہے۔ کہ زمانے کو اس کا لے جانا باعث ننگ ہے۔

ف:۔ اگر وصال ہے تو سب کچھ ہے۔ فراق کے غم میں نحیف و کمزور جان پر اتنا بوجھ ہے۔ جسکا اٹھانا بہت ہی مشکل ہے۔ اس کی نحافت۔ کمزوری۔ اس تک پہنچ گئی ہے۔ کہ موت کو بھی اس کے لے جانے میں شرم آتی ہے۔

۲۴۔ جس شخص کو قضا و خدا نے زمرہ عشاق میں لکھ دیا ہے۔ وہ مسجد سے آزاد ہے۔ اور بتکدہ سے فارغ ہے۔ محبت کے دیوانہ کو ہجر و وصال برابر ہے۔ ازخود رفتہ کے لیے دوزخ اور بہشت برابر ہے۔

ف:۔ محبوب حقیقی کا عشق اس بات کا متقاضی ہے۔ کہ دنیا دی علائق تمامتر منقطع ہو جائیں۔ وہ عبادت کرتے ہیں تو دوزخ سے ڈرنے اور بہشت کی امید کے لئے نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی عبادت کا مقصد محض رضائے الٰہی ہوتا ہے۔ آزاد ز مسجد است و فارغ ز کنشت کا مطلب یہی ہے۔

۲۵۔ اے دل تو خون ہو جا۔ یہ صبر کیا؟ اے جان باہر آجا یہ اترانا کیسا۔ اے آنکھ یہ تیری کیا جوانمردی ہے۔ تجھے شرم چاہیئے۔ دوست کی حالت جب معلوم نہیں تو اس بینائی سے کیا فائدہ۔

ف:۔ محبوب کے فراق میں عاشق اپنے دل و جان اور آنکھوں کی موجودہ

صبر و شکیب کی حالت پر کوستاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ یہ مقام صبر نہیں۔ ہجر میں بے قرار ہونا۔ عاشق کا طرہ امتیاز ہے" اور بغیر دوست کے کسی چیز کو نہ دیکھنا اسکا شیوہ ہے۔ اس چیز کے حصول کی تمنا میں عاشق بینائی کو بھی آگاہ کرتا ہے کہ جب دوست نظر نہیں آتا تو پھر اشیائے عالم کا دیکھنا فضول ہے۔

۲۶۔ دل نے تیری جنگجوئی کی عادت کو اختیار کر دیا۔ جان نے تیری گلی کی ہمت کا گوہر حاصل کر دیا ہے۔ ہم نے تیرے خط سے کہا۔ کہ ہماری طرفداری کرنا۔ لیکن اس نے بھی تیرے خوبیا چہرے کی طرفداری کی۔

ف :۔ تیری صحبت کا اثر کہ دل بھی اب ہم سے برسر پیکار ہے۔ جان نے تیری گلی میں رہنے کی بزرگی حاصل کرلی ہے۔ خیال تھا۔ کہ سن مرشد و تمیز پر پہنچ کر محبوب کی شوخیوں میں کمی واقع ہو جائیگی۔ لیکن خط آجانے پر بھی۔ اس کی عادت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔

۲۷۔ باتیں تو میری اچھی ہیں لیکن عمل کچھ بھی نہیں۔ اچھی باتیں دوگوں کو کہنے، اور ان پر خود عمل نہ کرنے سے۔ مجھے شرم نہیں آتی۔ کہنا تو آسان ہے لیکن مشکل (عمل)، میں سے کچھ بھی نہیں۔

۲۸۔ اے خواجہ تجھے کسی ماہ جمال کا غم ہے۔ اور باغ و راغ اور کھلیان کی فکر ہے۔ ہم تو عالم تجرید کے چلے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو لا الہ الا اللہ کا غم ہے۔

ف :۔ عالم تجرید۔ وہ مقام ہے جس میں عارف ماسوا اللہ کو اپنے دل سے بالکل محو کر دیتا ہے۔ اور ہر طرف سے وجہ اللہ کا جلوہ دیکھتا ہے۔ حضرت ابوسعید صاحب اپنی منزل تصوف کا پتہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اب دنیا کی ہر چیز ہماری نظروں میں حقیر ہے صرف ایک محبوب حقیقی کا غم ہے۔

۲۹۔ لوگ کہتے ہیں کہ آئینہ دل ایک عجیب طرز کا آئینہ ہے۔ اور خودبین محبوبوں کا چہرہ اس میں نہایت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ (ہم کہتے ہیں) کہ آئینے میں محبوب کا چہرہ دکھائی دینا چنداں تعجب انگیز نہیں۔ بلکہ خود ہی محبوب اور خود ہی آئینہ ہونا یہ بات حیرت انگیز ہے۔

ف۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد عالی ہے "نحن اقرب الیہ من حبل الورید"
نیز مولوی رومی علیہ الرحمتہ ایک حدیث شریف کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:- کہ

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است ۔ من نگنجم ہیچ در بالا و پست
در زمین و آسمان و عرش نیز ۔ من نگنجم این یقین داں اے عزیز
من بگنجم قلب مومن اے عجب ۔ گر تو میجوئی دراں دلہا طلب

صاحب بصیرت چاہیئے۔ کہ محبوب حقیقی کے جہاں آرا جلوے کو اپنے دل کے آئینے میں مشاہدہ کرے +

۳۰۔ محبوبوں کی صورت میں، عشاق کا رہزن (دلربا) حق ہی ہے۔ نہیں نہیں بلکہ تمام جہات میں حق (ہی کا جلوہ ہے) ہر وہ چیز جو جہان میں متعین اور مقید ہے۔ لہذا وہ مقید چیز اطلاق کی رو سے حق ہی ہے۔

ف۔ صنعت سے صانع کا پتہ چلتا ہے۔ دنیا کی ہر ایک چیز اپنے اندر خاص صنعتی رکھتی ہے۔ اور ہر ذرہ صانع حقیقی کی قدرت کا نمونہ ہے۔ دنیا کی اس صنعت کو دیکھکر ہر ذی فہم صانع حقیقی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور ہر ایک شے میں اسی واحدہٗ لاشریک کا جلوہ پاتا ہے +

۳۱۔ ہجر میں ہمیں صبر و قرار کی ضرورت ہے لیکن وہ میسر نہیں ہے۔ اور اس نحیف جان کو آرام کی ضرورت ہے لیکن حاصل نہیں ہے۔ زمانے کا سرمایہ درکار ہے۔ لیکن وہ بھی نہیں۔ یعنی وصال یار کی ضرورت ہے۔ اور

مہیا نہیں ہے۔
ف:۔ صبر و قرار۔ آسایش جان زار۔ سرمایہ روزگار۔ ان سب سے مراد وصال یار ہے +
۴۳۔ دن تو ناپائیدار دنیا کے غم میں گذر گیا۔ رات کسی چیز کی موجودگی کی حرص میں کٹ گئی۔ ایسی عمر کہ جس کے ایک دم کی قیمت ایک جہان ہے۔ یونہی بیہودہ تفکرات میں گذر گئی۔
ف:۔ عمر گذر رہی ہے۔ انسان بے خبر ہے۔ غفلت کی نیند سویا ہے عمر عزیز کا ایک ایک لمحہ بے بہا ہے۔ موت کے بعد اس کی قیمت معلوم ہو گی +
۳۳۔ تیرے غم میں زار زار روتا ہوں۔ اور تو کہتا ہے۔ کہ یہ مکر ہے۔ یہ مکر کیسے ہو سکتا ہے۔ جب آنکھیں خون میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ کہ سب دل تیرے ایسے ہی نہیں نہیں اے محبوب! دلوں میں فرق ہوتا ہے۔
ف:۔ بناوٹ کے گریہ و زاری میں آنسو کہاں۔ یہاں تو یہ حال ہے۔ کہ آنسوؤں کی بجائے آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے +
۳۴۔ فنا جسکا طریق ہو جائے۔ اور فقر دستور العمل ہو جائے اسکا نہ ہی کشف رہتا ہے اور نہ ہی یقین معرفت اور دین تو درمیان سے اُٹھ گیا صرف خدا ہی خدا رہ گیا۔ فقر جب تمام ہو گیا۔ تو بس آگے اللہ ہی اللہ ہے۔
ف:۔ فنا۔ ماسوا اللہ کو قلب سے بالکل محو کر دینا۔ اس منزل میں صوفی کو اپنے آپ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ وہ اپنی ہستی سے بھی ناآشنا ہوتا ہے +
۳۵۔ میں نے توبہ کی اور تو نے اسے پہلے ہی دن (روز ازل) توڑ ڈالا۔ جب میں نے توبہ توڑ ڈالی تو تو نے نہایت شد و مد سے مجھے توبہ کی طرف بلایا۔ بات تو یہ ہے۔ کہ میری توبہ کی باگ تیرے ہاتھ میں ہے۔ نہ ہی اسے

شکستہ رہنے دیتا ہے۔ اور نہ ہی درست رہنے دیتا ہے۔

ف:۔ دنیا کے تمام معاملات قیامت تک جو واقع ہونے ہیں۔ سب لوح محفوظ میں مندرج ہیں۔ پہلے مصرع میں "روز نجت" سے مراد روز ازل ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ہمارے تمام کام منشا ایزدی سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

۶ س۔ دنیا کی مثال ایک زریں کوزے کی ہے۔ کہ کبھی تو اس میں کڑوا پانی ہوتا ہے۔ اور کبھی شیریں۔ تو اس بات پر مغرور نہ ہو۔ کہ میری عمر اتنی ہے۔ کیونکہ یہ اصیل گھوڑا ہمیشہ زیر زین رہتا ہے۔

ف:۔ دنیا میں ہمیشہ ایک سی حالت نہیں رہتی۔ کبھی رنج۔ کبھی راحت۔ گاہے غمی گاہے خوشی۔ لیکن یہ راحت و رنج بھی ہمیشہ نہیں رہیگا۔ آخر کار اسپ عمر مسافت زندگی کو طے کر ہی لے گا۔

۷ س۔ جب تک ہر کام کا مقررہ وقت نہ پہنچ جائے۔ کسی دوست کی دوستی کچھ کام نہیں دیتی۔ جب تک سردی اور گرمی کی زحمت برداشت نہیں کرتا۔ دامن خار پھولوں سے پر نہیں ہوتا۔

ف:۔ کل امر مرھون باوقاتھا۔ دنیا کا ہر کام ایک خاص نظام کے ماتحت عمل میں آرہا ہے۔ اور ہر کام کیلئے ایک وقت معین ہے۔ جب تک مقررہ وقت نہ آجائے۔ وہ کام نہیں ہوتا۔ معترض کہہ سکتا ہے۔ کہ پھر انسانی کوششیں فضول ہیں۔ ہم کہتے ہیں انسان کا کسی کام کے لئے کوشش کرنا بھی مقدر ہے۔

۸ س۔ یا الٰہ العالمین! زمانے کے لئے کوئی رہنما بھیج دے۔ نمرودوں (سرکشوں) کیلئے کوئی ہاتھی کا ایسا کچھ بھیج دے۔ یہ قبطی تمام کے تمام زبردست ہوگئے

ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو (معجزات) عصا اور دریائے نیل کے ساتھ بھیج دے۔

ف:۔ نمرود نے دعوئے خدائی کیا۔ ابراہیم علیہ السلام پر سختی کی۔ اللہ نے اس دنیا میں سزا دی۔ کہ ناک کے راستے سر میں مچھر چلا گیا۔ اس نے تنگ کرنا شروع کیا۔ سر کی تواضع جوتوں سے کی جاتی تو مچھر آرام کرجاتا نہیں تو اپنا کام شروع رکھتا۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس ماحور من اللہ ہو کر اور آیات تسعہ لیکر آئے ان میں سے عصا بھی تھا۔ جو زمین پر رکھنے سے سانپ بن جاتا تھا۔ فرعون اپنی حکومت۔ شروت کے نشے میں مخمور تھا۔ ایک نہ سُنی۔ آخر موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے مصر سے نکل کھڑے ہوئے۔ فرعون کو آگاہی ہوئی۔ معہ لشکر کے متعاقب ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے دریائے نیل پر عصا مارا راستہ صاف ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام مع بنی اسرائیل اس پار پہنچے۔ فرعون راستہ صاف پا کر دریا میں چلا گیا جب وہ اور اس کا تمام لشکر دریا میں پہنچ گیا۔ اللہ جل شانہ کے حکم سے پانی چل نکلا۔ اور فرعون مع تمام لشکر غرق ہو گیا۔

ف:۔ اپنے زمانہ کے سرکشوں کو صاحب مصنف فرعون اور نمرود کہہ کر بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہیں۔ کہ خدایا۔ کہ اپنے بندے کی دعا سے ان سرکشوں کو ان کی سرکشی کی سزا دے۔

۹۳۔ اپنی خودی سے آسانی کے ساتھ الگ نہیں ہو سکتے۔ اور اس شربت شوق کو مفت میں حاصل نہیں کر سکتے۔ جو شراب مشتاقوں کی جان کو خونریز ہے۔ اسکا ایک گھونٹ لاکھوں جانوں کے عوض میں نہیں پا سکتے۔

ف:۔ یہ خودی ایک ایسا عقدہ ہے۔ جس کا حل سخت مشکل ہے۔ فقرا کے

راستے میں ایک دیوار ہے۔ اس کو عبور کیا مقصد حاصل ہے شراب وصل حاصل کرنے کے لئے اگر لاکھوں جانیں ہوں اور قربان کر دی جائیں جب بھی یہ سودا سستا ہے +

۳۸۔ ایسے درد کی خیر مت دے جسے تجھے حاصل نہیں۔ اس ولایت کی حکایت کو جانے دے جس کے متعلق تجھے آگاہی نہیں ہے۔ یہ بہت ہی کم عقلی ہے کہ جوہریوں کے سامنے ایسے گوہر کی ڈینگیں مارے جو تیرے کان میں نہیں ہے۔

ف:۔ یہ یوں بہت جلد کھل جائیگا +

۳۹۔ میرا جسم تمام کا تمام آنسو بن گیا۔ اور میری آنکھیں روئیں (حق تو یہ ہے کہ) تیرے عشق میں بغیر جسم کے جینا چاہیئے۔ میرا تو نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ یہ رونا کیا۔ میں تو خود معشوق ہو گیا ہوں۔ پھر یہ عاشق کون ہے۔

تشریح:۔ پہلے مصرع میں چشم ہمہ اشک گشت جسم بگریست۔ لیکن ترجمہ میں پہلے جسم اور بعدہٗ چشم بنایا گیا ہے۔ کیونکہ پہلے طریق سے مطلب مبہم سا ہو جاتا ہے +

ف:۔ عشق محبوب حقیقی میں اتنے روئے کہ تمام جسم گھل گیا۔ صرف جسم ہی تک معاملہ محدود نہ رہا بلکہ ہمہ تن محبوب ہوتے (حالت تحیر میں کہتے ہیں) کہ جب ہمارا نام نشان نہیں ہے۔ تو پھر یہ عاشق کونسا ہے مگر کیونکہ دیا ہونے کے باوجود کبھی کبھی دل میں آتش عشق بھڑک اٹھتی ہے +

۴۰۔ جب سے تیرا پاؤں رنجیدہ ہوا ہے۔ میرا رنجورا اور مسکین دل درد سے گھل گیا۔ شاید یہ درد زمانے کا ستایا ہوا ہے۔ جبھی تو یہ تیری پناہ

میں پڑا ہے۔ معشوق کے پاؤں میں درد ہونے لگا۔ شاعر کو اس سے روحانی تعلق کی بنا پر تکلیف ہوئی۔ اور ایک نہایت عمدہ توجیہ سے اس کو ظاہر کیا۔ کہ درد زمانے کا ستایا ہوا اسے کوئی جائے پناہ نہ ملی تیری پناہ میں آگیا۔ اور تیری خدمت پابوسی سے آکر مشرف ہوا ؂

۴۳۔ تیرا عشق مجھ مسکین کے لئے بلائے جان ہو گیا ہے۔ مجھ سے جدا نہیں ہوتا۔ شاید مجھ سے کوئی خاص تعلق رکھتا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ سفر کر جاؤں۔ شاید اسی وجہ سے غم سے نجات مل جائے۔ لیکن ہر ایک منزل پر تیرا غم موجود ہے ؂

۴۴۔ میں نے وہ شراب پی کہ روح جس کا پیمانہ ہے۔ اور اس (محبوب کی شراب عشق سے) مست ہوا ہوں۔ کہ عقل جس کی شیدا ہے۔ اس شمع سے کہ جس کا آفتاب پروانہ ہے۔ ایک دھواں مجھ تک پہنچا۔ اور تن بدن میں آگ لگا دی ؂

تشریح:۔ شراب سے مراد شراب معرفت ہے۔ کیونکہ اسکا تعلق روح سے ہوتا ہے۔ شمع سے مراد نور تجلیات ربانی ہے۔ کہ آفتاب باین نورانیت ان تجلیات کا شیدا ہے۔ دود شمع سے مراد محبت ذات الٰہی کہ اکثر شعرا اسکو آتش سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ عاشق اس آتش سے جل جاتے ہیں ؂

۴۵۔ زنار پرست تیری زلف مشکیں کا شیدا ہے۔ محراب نشین تیرے گوشۂ ابرو کا والہ ہے۔ سبحان اللہ تو کیا کعبہ ہے۔ کہ کافر ہو کہ مسلمان تیرا ہی مشتاق ہے۔

تشریح:۔ زنار پرست دراصل محبوب حقیقی کی زلفوں کا شیدا ہے۔ اور

مسلمان اس محبوب کے چہرے کا متوالا ہے۔ اور سب نے اس کے کسی نہ کسی صفت کی محبت اختیار کی ہوئی ہے۔ اور سب اپنے اپنے طریق سے اس کی جانب کھچے چلے جاتے ہیں ٭

۴۶ ۔ میں نے دل سے پوچھا۔ کہ سنایئے کیسے گذرتی ہے۔ دل آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔ اور جی بھر کر رویا۔ آخر کہا۔ کہ ایسے شخص کی حالت کیا پوچھتے ہو جس کو دوسرے کی رضا پر زندگی بسر کرنا ہے ٭

۴۷ ۔ اے محبوب خورشید پرست دراصل تیرے روئے زیبا کے شیدا ہیں۔ اور اہل جہاں کا محراب تیرا خم ابرو ہے۔ اور تیرا دہن تنگ تنگدستوں کی عیش کی پونجی ہے۔ اور پریشان دلوں کا سررشتہ تیری زلف پریشان ہے۔

تشریح :۔ چہرے کو عموماً خورشید سے تشبیہ دیا کرتے ہیں۔ اور خم ابرو کو محراب سے۔ تمام رباعی کا مقصد یہ ہے۔ اے محبوب جملہ اہل جہاں تیرے کسی نہ کسی صفت سے قوت روح حاصل کرتے ہیں ٭

۴۸ ۔ غم ہمارے بلا پرور سینے کا عاشق ہے۔ اور ہماری نرآنکھ کی وجہ سے آرزو کا دل خون ہوا جاتا ہے۔ اے مخالف! اگر تیرا کوئی حریف ہے تو اسکا مقابلہ کر۔ (ہمارا تمہارا کیا مقابلہ ہے) ہمارے ساغر میں تو شراب کی بجائے ہیرا ہے۔

تشریح :۔ غم ہمارے دل سے جدا نہیں ہوتا۔ گویا ہمارے سینے سے اس کی دوستی ہو گئی ہے۔ ہماری ناکامی کی وجہ سے خود ذات آرزو کو بھی رنج ہے ہم تو شراب عشق سے مست ہیں۔ حریف نے غلطی سے ہمارے مقابلے کی ٹھانی۔ لیکن وہ بیچارا کیا مقابلہ کریگا۔ ہم زہر بھی پی لیں تو ہمارا کچھ نہیں بگڑتا۔ بھلا ایسے جان فروشوں سے کوئی کیا مقابلہ کریگا ٭

۴۹ - محبت کی ولایت میں آرام کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں ہر قسم کی کمی ہے۔ زیادتی نام کو نہیں ہے) بغیر رنج و غم کے علاج کی توقع نہیں ہے۔ بغیر جرم و گناہ کے بخشائش کی اُمید نہیں ہے۔

ت :- ایسا درد ہے جسکا علاج بھی نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کے گناہ ہیں جن کی بخشش کی اُمید نہیں۔

۵۰ - عشق آیا اور میری جان کو گرفتار بلا بنا دیا ہے۔ عقل جاتی رہی۔ صبر نے ساتھ چھوڑا۔ ہوش و حواس بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس سخت مصیبت نے میرے دوست اکو رحم آیا اور اُس نے) دستگیری کی میری آنکھ کی طرح جو کچھ بھی اس کے پاس تھا میرے سامنے لا دھرا۔

تشریح :- دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست۔ در پریشان حالی و درماندگی۔ چشم دیدہ سے یہ مراد ہے۔ کہ میری آنکھوں نے آہ و زاری میں اپنے تمام کے تمام آنسو ختم کر دیئے۔ اسی طرح دوست کے پاس بھی جو کچھ تھا اُس نے خراب کر دیا۔

۵۱ - اگر میں مر جاؤں اور بیس سال گذر جائیں۔ تو کیا تجھے یہ خیال ہوگا کہ میری قبر عشق سے خالی ہے۔ اتنی مدت کے بعد اگر تو میری قبر پر یہ دریافت کرنے کی غرض سے کہ یہاں کون ہے ہاتھ رکھے۔ تو میں کیا اُٹھونگا کہ میرے محبوب کا کیا حال ہے۔

ف :- مرنے کے بعد بھی اگر کوئی خیال دامنگیر ہوگا۔ تو وہ یہی کہ محبوب کی کیفیت مزاج معلوم ہو جائے۔

۵۲ - اے ذات باری بلا بلالی ہر صاحب اقبال کا قبلہ تیری ذات مبارک ہے۔ تمام مقیدیوں عالم تیری طرف متوجہ ہیں۔ آج جو شخص تجھ سے روگردانی کرے

کل (قیامت) کس منہ سے تیرے سامنے ہوگا۔

ف:- من اعرض عن ذکری فان لہٗ معیشۃً ضنکاً ونحشرہٗ یوم القیامۃ اعمٰی

دنیا میں ذکر خداوندی سے اعتراض کرنے والوں کا نہایت بُرا حشر ہوگا +

۵۳- ہم سے جملہ عاجزی اور نیستی مطلوب ہے۔ ہستی اور اُس کے لوازمات ہم سے سلب ہیں۔ یہ وہی (ہستی مطلق) ہماری صورتوں میں ہویدا ہے وہی وجہ ہے، کہ قدرت اور افعال (مجازاً) ہماری طرف منسوب ہیں۔

ف:- ہم اللہ تعالےٰ کی صنعت کاملہ کا نمونہ ہیں۔ ہم اُس کی مخلوق ہیں۔ اور اپنے آپ میں عاجز محض ہیں۔ منشاء ایزدی سے ہمارے تمام امور ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ افعال وکردار کی نسبت ہماری جانب مجازی ہے۔ حقیقت میں اس مشینری کی چابی اس کے ہاتھ میں اور اسی کے ارادے سے تمام کام واقع ہو رہے ہیں +

۵۴- اگر سودائی دالی تسبیح پڑھتا ہے۔ جب بھی اچھا ہے۔ اور اگر شراب کے پیالے پر پیالے چڑھاتا ہے۔ جب بھی کوئی بری بات نہیں۔ تو پوچھتا ہے کہ کیا کروں۔ دوست کی خدمت میں کونسا تحفہ لاؤں (یہاں) صاحب درد ہوکر آ جو نسی چیز لائیگا خوب ہے۔

ف:- دردِ محبت ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو محبوب حقیقی کو پسند ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے جس حالت میں بھی انسان آجائے مقبول ہے۔ ؎

ما دروں را بنگریم وحال را + نے بروں را بنگریم وقال را

۵۵- دنیا کی محبت میں مبتلا زیادہ زخمی دل رکھتا ہے۔ جو شخص زیادہ مسکین ہے۔ وہ زیادہ خوشحال ہے۔ جس گدھے پر زیادہ زنجیر اور گھونگرو ہیں جب تو اُسے غور سے دیکھیگا (تو معلوم ہوگا) کہ اس پر زیادہ بوجھ ہے +

ف:۔ مال و دولت بُری چیز نہیں اس کی محبت بُری ہے۔ مشتاق دنیا نہ ہی دین کا رہتا ہے۔ اور نہ ہی دنیا کا۔ خسران دین تو ظاہر ہی ہے خسران دنیا اس سے کہ طالب دنیا کی چشم سیر نہیں ہوتی۔ کمی کا جھگڑا ہر وقت رہتا ہے۔ روپیہ پیسہ ہوتے ہوئے پھر بھی کمی کا رونا اور زیادتی کی حرص ہے۔ تو ایسے [illegible] درویش صدہا درجے بہتر ہے۔ جو راضی برضائے مولا ہے۔ جو کچھ مل جاتا ہے اس پر الحمدللہ کہتا ہے۔

[illegible] از دوست [illegible]

۵۶۔ کل رات جبکہ آتش ہجر میں میرا دل جل رہا تھا۔ میرے آنسو آنکھوں ہی میں تھم رہے تھے۔ میں اسطرح مضطرب اور بیقرار تھا۔ کہ میری حالت دیکھکر تیرے سوا ہر کافر اور مسلمان غمگین ہو رہا تھا +

ف:۔ ہجر کی بیقراری میں لوگوں کی ہمدردی اور معشوق کی بے اعتنائی کو نہایت پر زور الفاظ میں بیان کیا گیا ہے +

۵۷۔ ہواہیں سرسراہٹ سی آگئی ہے۔ اور جنگل ہرا بھرا ہو گیا ہے سلے محبوب کچھ ہو گیا اُسے بھول جاؤ۔ اگر دلداری مطلوب ہے۔ تو یہ تو دل اور جان۔ اور اگر جور و جفا کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو یہ سر اور یہ طشت ہے۔

تشریح:۔ موسم بہار کی رونق شاعر کے دل میں کھب گئی۔ اکیلے لطف نہیں آتا۔ محبوب سے عذر تقصیرات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یا تو قتل کر ڈالو۔ تاکہ جھگڑا ہی تمام ہو جائے۔ ورنہ عہد وفاداری باندھو کہ باہم بہار کا لطف اٹھائیں +

۵۸۔ درج عقرب محبوب کی زلف کا ایک گھونگر ہے۔ اور چاند اسکے چہرے سے مشابہت رکھتا ہے۔ بادشاہ وقت اگرچہ بہت متکبر اور مغرور

ہے۔ لیکن محبوب کا فرمانبردار ہے ٭

۵۹۔ اے دل جب تیر (عشق) نے تیری رگِ جان پر زخم لگایا ہے۔ تو اپنی خون آلود گدڑی کسی کو نہ دکھانا آہ وزاری بھی کر تو ایسی کہ کوئی تیری آواز نہ سُنے۔ اور جل بھی تو اسطرح کہ تیرا دھواں نہ نکلے۔

۶۰۔ اپنے یار کا بھید میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ یہ ایک بیش قیمت موتی ہے اسے میں نہیں پرو سکتا۔ بہت راتیں گذر گئی ہیں۔ اسواسطے نہیں سویا کہ کہیں خواب میں کسی سے یہ بھید ظاہر نہ کردوں ٭

۶۱۔ بحرِ یقین میں تحقیق کے موتی بہت ہیں۔ لیکن دم کشی نفس مانند گرداب ہے (اسمیں) ہر سیپیا کا کان (خود سیپیا کیونکہ وہ کان کی شکل کی ہوتی ہے) آنسوؤں بھری آنکھ ہے۔ اور اس کی ہر ایک موج کی (معشوق) کے روبرو کا اشارہ ہے۔

تشریح:۔ بحر یقین میں موتی تو یقیناً مل جاتے ہیں۔ لیکن پہلے سخت منازل طے کرنا پڑتی ہیں۔ دم کشی کے بھنور سے بھی گذرنا پڑتا ہے۔ قدم قدم پر گریہ وزاری بھی کرنا پڑتی ہے ٭

۶۲۔ رات آئی اور مجھے دوست کا غم لاحق ہوگیا۔ (کیا کروں) میری آنکھیں تو رونے کی عادی ہوگئی ہیں۔ میرے دل کے خون کیوجہ سے ہر پلک گویا ایک ایسا ٹکڑا ہے۔ کہ تخت جگر اُس کے اوپر ہے۔

تشریح:۔ آنکھوں سے خونِ جگر بہتا رہا۔ آخر پلکوں پر جم گیا۔ جس سے پلکوں کی یہ شکل ہوگئی ہے ٭

۶۳۔ تو نے کہا کہ فلاں ہماری یاد کو چھوڑ بیٹھا ہے۔ اور کسی دوسرے کی شرابِ عشق سے مدہوش ہوگیا ہے۔ تجھے یہ بات کرتے ہوئے کچھ سوچنا

چاہیئے۔ کہ ابھی تو میرے دل کے خون کی وجہ سے تمہارے دروازے کی مٹی جوش میں ہے۔
تشریح:۔ محبوب کے دروازے پر پڑے خون روتے رہے۔ ابھی گرد خون کا اثر خاک دریار سے زائل ہی نہیں ہوا۔ کہ دوست کسی اور کے غم میں مبتلا ہونے کا طعنہ دے رہا ہے۔ دوست کیلئے یہ موزوں نہیں ہے ۔

۴۴۔ جس رات کو میں محبوب کے وصال سے مسرور ہوتا ہوں۔ میری رات کی کوتاہ اور درازی سب چھوٹی ہوتی ہے۔ اور جس رات کو محبوب مجھے سے جھگڑتا ہے۔ اس رات میری رات اندھیری (دراز) ہرنا یے زبان اور چڑیا لنگڑی ہوتی ہے۔
تشریح:۔ خوشی کے ایام نہایت سرعت سے گذر جاتے ہیں۔ لیکن رنج و محن کے دن کی ہر گھڑی قیامت کی خبر لاتی ہے ۔

۴۵۔ دشت خاوراں کا ہر کانٹا زخمی عاشق کے خون سے لتھڑا ہوا ہے۔ کیونکہ جہاں کہیں بھی کوئی پری چہرہ موجود ہے۔ ہمیں اسی سے محبت ہے اسی واسطے مشکلات کا سامنا ہے۔
تشریح:۔ شاعر کہتا ہے کہ ہم ہر خوبصورت کے شیدا ہیں۔ ان کی طرف سے سختیاں ہوتی ہیں۔ خون دل بہاتے ہیں۔ اس کے نشانات جنگل کی ہر شئے میں نمایاں ہیں ۔

۴۶۔ اے دل غم عشق تیرے اور میرے ہی واسطے ہے۔ اس کے ارشاد کی تعمیل کریں۔ کیونکہ ہمارے لیئے یہی مناسب ہے۔ تو درد کی لذت سے آگاہ نہیں وگرنہ محبوب کے ایک دم کا غم میرے اور تیرے خون بہانے برابر ہے۔

ف:- خون بہا۔ وہ رقم جو قاتل مقتول کے ورثا کو ان کی رضامندی سے دیتا ہے ۔

۶۷- اے محبوب میری ناکامی تیری خود رائی ہی کی وجہ سے ہے۔ اور میرا یہ چلنا تیری ناتجربہ کاری کی وجہ سے ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تیری محبت میں رسوا ہو جاؤں۔ کیونکہ میری رسوائی تیری بدنامی کا باعث بن جائیگی ۔

۶۸- دوست نے مجھ پر اپنے وصال کے راستے بند کر دیئے ہیں۔ اور دل کو جدائی سے غمگین رکھتا ہے۔ بعد ازیں میں اس شکستگی کے عالم میں در دوست پر پڑا رہونگا۔ کیونکہ محبوب دل شکستہ ہی کو پسند کرتا ہے

کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

۶۹- میں مجسمۂ عشق ہوں۔ کہ میری ہر رگ میں غم پیوستہ ہے۔ نیز میں ہمتن درد ہو گیا ہوں۔ لیکن پھر بھی میرے دل کو اس درد کی خواہش ہے۔ اور ایسا شاکر ہوں۔ کہ ہمیشہ خوش وخرم رہتا ہوں۔ میں ایسے صبر پر قادر ہوں۔ کہ پنجۂ پستی میں رہ کر بھی مضطرب نہیں ہوتا ہوں ۔

۷۰- ہم عشق کے مقتول ہیں۔ اور جہاں ہمارا مذبح ہے۔ ہم بے خور وخواب ہیں اور جہاں ہمارا مطبخ ہے ہمیں جنت کی خواہش اسوجہ سے نہیں ہے۔ کہ محبوب کا آتشیں چہرہ (غضب وغصہ کے عالم میں) ہمارے واسطے دوزخ ہے ۔

تشریح:- محبوب جب ناراض ہوتا ہے۔ تو خشمگیں چہرہ دوزخ کا نمونہ بن جاتا ہے۔ اور جیسی حالت میں ہو ہم اس محبوب کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اس آتش کی برداشت کرینگے۔ لیکن جدائی گوارا نہیں ہے ۔

۷۱- دل کی کیا بساط ہے۔ کہ میں کیا کہوں۔ یہ تیرے غم کے لئے ہے باوجود

اس کے کہ میرا گھر تیرے غم کی سرائے بنا ہوا ہے۔ یہ تیرے غم کی نوازش ہے۔ جو میرے دل پر کر رہا ہے۔ وگرنہ میرا تنگ دل تیرے غم کا محل کیسے ہو سکتا ہے ✦

۲ ۷۔ اس کی زلفوں کی سیاہی سے ایمان ٹپکا پڑتا ہے۔ اور اس کے شیریں لبوں سے آبحیات کا چشمہ ٹپک رہا ہے۔ رعنا چکور کی طرح وہ دنا ز دانداز سے) جا رہا تھا اور اس کے سر سے قدم تک جان ٹپکی پڑتی تھی ✦

تشریح:۔ محبوب کی زلفوں کی سیاہی عام سیاہی کی طرح نہیں بلکہ وہ تو ایمان کا مخزن ہے۔

(نوٹ) وزگوش ولبش کی بجائے وز نوش لبش چاہیئے۔ آخری مصرع کا مطلب یہ ہے کہ محبوب سراپا جان ہے ✦

۳ ۷۔ منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے کعبہ کیطرف سے بھی ایک سڑک جاتی ہے ایک اور راستہ میخانہ کی طرف سے بھی ہے۔ لیکن میخانہ کی طرف سے جو راستہ جاتا ہے۔ وہ آباد ہے۔ وہ ایسا راستہ ہے۔ کہ پیالہ ہاتھوں ہاتھ جاتا ہے۔

ف:۔ کعبہ کی جانب سے جو راستہ جاتا ہے۔ وہ مکمل طور پر شریعت غرا کی اتباع ہے۔ اور راہ میخانہ عشق وجنوں کے ذریعے سے راستہ طے کیا جاتا ہے۔ اس میں عجیب عجیب مناظر ہوتے ہیں۔ اس واسطے اس راستے کو آباد راستہ کہا ہے ✦

۴ ۷۔ عاشق بغیر غم دوست کے ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا وطن سے بعید رہ کر اور یا ران وطن سے دور رہ کر گذارہ کر سکتا ہے۔

کیا ہی خوش نصیب ہے۔ وہ شخص جس نے ایک ہی کرشمے سے جان نثار کردی۔ اور ہجر و وصال کے جھگڑوں میں نہ پھنسا۔

۷۵۔ تو وہ محبوب ہے۔ کہ میری جان سے تیری تمنا نہ گئی۔ اور تیرے ماہِ جمال چہرے کی خواہش دل سے کبھی محو نہ ہوئی جو شخص بھی تیری گلی سے گزرا دل گرو ہیں چھوڑ گیا۔ کوئی شخص بھی تیری گلی سے دل بچا کے نہ لے گیا۔

۷۶۔ یار آیا اور کہنے لگا۔ کہ دل کو شکستہ رکھ اور ہمیشہ امید سے اس کو وابستہ رکھ ہم ٹوٹے ہوؤں پر شفقت کر دیا کرتے ہیں۔ اگر ہمیں چاہتا ہے۔ تو دل کو شکستہ رکھ۔ ؎

نہ بچا بچا کے تو رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

۷۷۔ اے محبوب ہم تیرے غم کی وجہ سے دل شکستہ ہو رہے ہیں۔ اور تیرے سوا کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ تیرا یہ قول ہے۔ کہ ہم شکستہ دلوں کے قریب ہیں۔ اے محبوب ذرا نگاہ لطف ادھر بھی ہو جائے کیونکہ ہم بھی دل شکستہ ہیں۔

۷۸۔ تیرا راستہ جس طریق سے بھی طے کریں خوب ہے۔ تیری گلی کو جس روش سے بھی تلاش کریں بہتر ہے۔ تیرے روئے زیبا کو جن آنکھوں سے بھی دیکھیں۔ عمدہ ہے۔ تیرا ذکر جس طرح بھی کریں مبارک ہے۔

ف:۔ خلوص قلب سے ایزد تبارک و تعالیٰ کی یاد کرنی چاہیئے۔ ریا کو اس میں دخل نہ ہو۔ وہی عبادت وہی ذکر معبود حقیقی کے دربار میں مقبول ہے۔

ما درون را بنگریم و حال را + نے بروں را بنگریم و قال را

۷۹۔ حضرت عشق آئے اور محنت کی ناک میرے سر پر ڈال دی۔ اور اس بلا کی بجلی سے میرے کھلیان میں آگ لگا دی۔ میرے دل کا خون اور میرے بدن کا ہر رگ و ریشہ اسطرح جل کے خاک ہو گیا۔ کہ آنسوؤں کی بجائے آنکھوں سے راکھ جھڑنے لگی +

۸۰۔ اے محبوب! اے دلبر! اے دوست! تیری سختی اس واسطے برداشت کرتا ہوں۔ کہ تو ماہ جمال ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ تو بہشت چاہتا ہے۔ یا دوست کی تمنا رکھتا ہے۔ ان بیخبروں کو یہ خبر نہیں کہ بہشت بھی دوست کے ساتھ اچھا ہے +

۸۱۔ مجھ سے کسی نے سوال کیا کہ تیرا دلبر کون ہے۔ میں نے جواب دیا کہ فلاں شخص ہے۔ پوچھنے سے تمہاری کیا غرض ہے۔ بیٹھ گیا۔ میری حالت پر چیخ چیخ کر رونا شروع کیا۔ کہ ایسے محبوب کے ہاتھوں کیسے زندہ رہ سکو گے +

۸۲۔ لوگوں کے گناہ اگرچہ جنگل کے جنگل ہیں یعنی بہت زیادہ ہیں۔ لیکن تیری رحمت کے سامنے گھاس کے ایک تنکے کے برابر ہیں۔ ہمارے گناہ اگرچہ کشتی کشتی ہیں۔ لیکن کوئی خطرہ نہیں تیری رحمت دریا دریا ہے۔ گناہوں کی ان کشتیوں کو بہائے جائیگی +

جنگل جنگل۔ کشتی کشتی۔ قاعدہ ہے کہ اگر ایک اسم بغیر اضافت دو عاطفہ آئے تو وہ کثرت کے معنی دیتا ہے۔ ہم نے اس کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ صحرا اور برگ گیا۔ کشتی اور دریا میں لفظی خوبی قابل ملاحظہ ہیں +

۸۳۔ جب تیری عمر کا حاصل مکرو فریب ہی ہے۔ اس سے فریاد نہ کر اگرچہ ہر وقت ستم پر ستم ہوتے رہیں۔ اپنے آپ میں مغرور نہ ہو۔ کیونکہ

ہم سب کی اصل۔ خاک۔ آتش۔ ہوا۔ آب ہے۔

تشریح:۔ دنیا کی زندگی ایک بے بنیاد شئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مذکور متعدد مقامات میں کلام پاک میں فرمایا ہے۔ اور تنبیہ فرمائی ہے۔ کہ اے انسان تو اپنی حقیقت پر غور کر اور مغرور نہ ہو۔ کیونکہ جس کی پیدائیش حقیر پانی سے ہو۔ بھلا اس کو کہاں یہ حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ بڑا فخر کا دم مارے +

۴۔ محبوب نے پھولوں کا ایک طبق بھر دیا اور کہا کہ یہ میرا چہرہ ہے۔ اور کستوری کا ایک خط کھینچ کر کہا۔ کہ یہ میرے بال ہیں۔ ہزاروں نافے ہوا میں پھینک کر کہا ہے۔ کہ یہ میری خوشبو ہے۔ اور جہان میں ایک آتش سی لگا دی کہ یہ میری عادت ہے۔

ف:۔ چہرے کو گل سے زلف کو مشک سے۔ بوئے یار کو بوئے نافہ سے اور خوئے یار کو آتش سے تشبیہ دیتے ہیں +

۵۔ ہمیشہ عیش و عشرت کا علم بلند نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ہی ہمیشہ خوشی کا بیج بویا جا سکتا ہے۔ یہ سب اندوختہ چھوڑنا پڑیگا۔ سوائے محبوب کے روئے منور کے جو محفوظ رکھنے کے قابل ہے +

تشریح:۔ دنیا اور دنیا کے ساز و سامان سب یہیں رہ جائینگے۔ خالی ہاتھ آئے اور خالی ہاتھ جائینگے۔ خوشی۔ غمی سب گذر جائیگی۔ یہاں رہ کر صرف ایک ایسی چیز ہے۔ جو ہم ساتھ لے جائینگے۔ وہ محبوب حقیقی کا تصور ہے۔ جو دنیا میں بھی مونس رہا اور آخرت میں بھی اس کا بھروسہ ہے۔ باقی سب چیزیں بمصداق آئینہ "کل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذی الجلال والاکرام" فنا شدنی ہیں +

۸۶۔ گناہ کے بوجھ سے میرا لاغر بدن پست ہو گیا ہے۔ اے بار خدا کیا ہی اچھا ہو۔ کہ حضور میری دستگیری فرمائیں۔ اگرچہ میرے اعمال ایسے نہیں جو تیری بارگاہ میں مطلوب ہیں۔ لیکن تیری بخشش میں میری ضرورت کی چیز موجود ہے۔

تشریح:۔ یعنی میرے اعمال گو ناقص ہیں لیکن تیری رحمت سے اُمید مغفرت ہے۔

۸۷۔ اس خدا نے جس کے قبضہ قدرت میں کل موجودات ہے۔ تجھے دو چیزیں عنایت کی ہیں اور وہ دونوں بہترین ہیں۔ ایک تیرا خلق اچھا ہے۔ کہ تو سب کو دوست رکھتا ہے۔ دوسرے صورت زیبا ہے۔ کہ ہر ایک شخص تجھے محبوب رکھتا ہے۔

۸۸۔ وہ محبوب ایسا شیریں لب ہے۔ کہ اس کی لبوں سے آبحیات ٹپکا پڑتا ہے۔ اور اس کی پریشان زلفوں سے کفر ٹپک رہا ہے۔ اگر شیخ اس کی زلف کے کفر تک پہنچ جاتا۔ تو صنم کے راستے کی خاک ایمان کے سر پر ڈالتا۔

تشریح:۔ محبوب حقیقی کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر شیخ مرائی کو اس کی صفات کی کنہ کا علم ہو جائے۔ تو اس ریا کی بندگی کو چھوڑ چھاڑ سچا عاشق بن جائے۔ اور خلوص قلب سے بندگی میں مصروف ہو جائے۔

۸۹۔ وہ جلا دینے والی آگ جسکا لقب عشق ہے۔ کفر و دین کے جسم کے لئے تپ محرقہ کی طرح ہے۔ (ایمان) کا مذہب اور ہے۔ اور عشق کا طریق کچھ اور ہی ہے۔ عشق کا پیغمبر نہ عربی ہے۔ اور نہ عجمی۔ عشق عربی۔ ایرانی۔ ہندی۔ افغانی سب کو ایک نگاہ سے تڑپا دیتا ہے۔ مذہب

جسمانی ریاضت کا طالب ہے۔ لیکن برخلاف اس کے عشق روح کی مشقت چاہتا ہے۔

۹۰۔ جہان میں کیا چاند اور کیا سورج۔ سب اللہ تعالے کی ہستی کے شراب سے پیالے نوش کر رہے ہیں۔ اے خدا تعالیٰ! تو جہان سے علیحدہ ہے۔ لیکن جہان تجھ سے خالی نہیں۔ اور تو مکان کی قید سے بالاتر ہے۔ لیکن مکان دنیا تیرے ہی نور سے پُر ہے۔

تشریح:۔ دنیا کی تمام اشیاء اللہ تعالے کی صنعت کاملہ کا نمونہ ہیں اللہ تعالے مکان و زمان کی قید سے بالاتر ہے۔ لیکن مکان و زمان سب میں اللہ ہی کا نور جلوہ ریز ہے۔

۹۱۔ دنیا ایک ایسا کھیل ہے جس کا جیتنا ہارنے کے مرادف ہے۔ اس میں پرلے درجے کی چالاکی اس کے نقش سے موافقت نہ کرنا ہے۔ دنیا۔ نرد (کھیل) کے دو پانسوں کی طرح ہے۔ جسکا اٹھانا پھینکنے ہی کے لئے ہے۔

تشریح:۔ دنیا ایک ایسی بازی ہے۔ کہ جو اس کھیل سے روگردانی کریگا وہ جیت جائیگا۔ اور جو اس میں مصروف ہو جائیگا۔ اگرچہ وہ ظاہرداری کے لحاظ سے کامیاب سمجھا جائیگا۔ لیکن اس کی یہ کامرانی ناکامی محض ہو گی۔ کیونکہ کامیابی حقیقت میں وہ کامیابی ہے۔ جو پائیدار ہے۔ ایسی کامیابی کیلئے عمر عزیز کو ضائع کرنا کہ جس کے پردے میں ایک خسران عظیم پنہاں ہے کون عقل مند پسند کرتا ہے۔

۹۲۔ افسوس اس سوز و گداز میں میرا کوئی غمخوار نہیں ہے۔ اور اس حد دراز کے سفر میں میرا ہمراہی کوئی نہیں ہے۔ میرے دل کی گہرائیوں میں

راز کے موتی بے شمار ہیں (لیکن کس کو بتاؤں کہ کوئی محرم راز ہی نہیں ۔

۹۳۔ خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ تو بغیر اعمال صالحہ کے) محض اللہ تعالےٰ کی رعایت پر بھروسہ کر بیٹھے ۔ بے شک اس نے نرم پھول کے ساتھ سخت کانٹے کی پرورش کی ہے ۔ خبردار کہیں ایسا نہ ہو ۔ کہ تو محض اللہ تعالےٰ کے دریائے کرم سے (بغیر اعمال صالحہ کے) غرہ ہو جائے کیونکہ اس نے لب بھر کر کئی پیاسے مار ڈالے ۔

تشریح :۔ بیشک اللہ تعالےٰ کا دریائے کرم گناہوں کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جائیگا ۔ اور اس کی نوازش عامہ سے اس قسم کی امید رکھنا لازم ہے ۔ لیکن اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے احتراز بھی تو اسی کا ارشاد ہے ۔ اوامر و نواہی سے گستاخانہ اعتراض کرتے ہوئے اسکی رحمت پر بھروسہ کرنا بیجا محض ہے ۔

۹۴۔ اے محبوب تیرے عنبر بو گیسو تیری چنبیلی جیسی کنپٹی پر لٹک رہے ہیں ۔ (ان کو دیکھ کر) عاشق تیرے قدموں پر گرا ہوا کہہ رہا تھا ۔ کہ اے محبوب میرا سرتا پا تیرے جسم مبارک پر قربان ہو ۔ ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم + کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں ۔ کہ تیری عنبریں زلفیں تیرے کانوں کی نوک سے لٹک کر یہ کہہ رہی تھیں ۔ کہ اے (راست قامت محبوب) میرا سراپا تیرے اس راست قدپر قربان ۔

۹۵۔ اے جہان کے پیدا کرنے والے خدا کوئی رہنما بھیج دے ۔ اے رزق دینے والے کوئی مشکلکشا ہی بھیج دے ۔ مجھ مسکین کا کام نہایت بگڑا ہوا ہے ۔ رحم فرما اور کوئی گرہ کشا بھیج دے ۔

۹۶۔ اے بھائی دنیا میں جو برابر وفا بھی نہیں ہے۔ ہر وقت ہزاروں دماغ اس کے پریشان کردہ ہیں تجھے یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ خدا اس کو دشمن رکھتا ہے۔ اگر تو خداوند کریم کا دشمن نہیں ہے۔ تو اس کو کیوں دوست بنائے ہوئے ہے ٭

۹۷۔ (خمیدہ) آسمان مجھ بوڑھے کی کمر کا نمونہ ہے۔ اور دنیا (یا اپنی ہمہ وسعت) ہمارے بیجا آنسوؤں کا ایک نمونہ ہے۔ اور دوزخ (یا اپنی ہمہ تیزی و تندی) ہماری بیہودہ غم و غصہ کا ایک شرارہ ہے۔ اور جنت (یا اپنی ہمہ لطف و خوبی) ہمارے وقت عشرت کا ایک دم ہے ٭

۹۸۔ محبوب کے معاملات سے اطمینان درکار تھا۔ (اللہ کے فضل و کرم سے حاصل ہے) اور محبوب کو بغل میں لینے کی آرزو تھی۔ وہ بھی بر آئی ہے۔ جدائی جو بالکل بیکار اور فضول چیز ہے وہ نہیں ہے۔ وصال محبوب جو جان سے بھی عزیز ہے۔ الحمدللہ کہ وہ حاصل ہے ٭

۹۹۔ اس وہم میں ایک آتش پرست موجود ہے۔ جو پوشیدہ نہیں۔ اور اس خیال کو دل سے محو کر دینا آسان کام نہیں ہے۔ میں نے ہزاروں مرتبہ اس کو مسلمانی کی تلقین کی۔ لیکن اس کافر کو مسلمانی کا خیال تک نہیں آتا۔

(نوٹ) کبر یست کی بجائے گبر بیست بنا لیں۔

۱۰۰۔ جس روز محبت کی آگ روشن ہوئی۔ عاشق کا ڈھنگ معشوق ہی سے سیکھا۔ پہلے پہل یہ سوز و گداز دوست ہی کی طرف سے ظاہر ہوا۔ (مثال یہ ہے کہ) جب تک شمع روشن نہ ہوئی۔ پروانہ جلنے کو نہ آیا۔ حدیث قدسی ہے۔ رسول اکرم فخر بنی آدم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تبارک

وتعالے فرماتے ہیں۔ کہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق"۔ ترجمہ :۔ میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ مجھے خواہش ہوئی۔ کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے جہان کو پیدا کیا۔ اس حدیث کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ کہ پہلے اللہ تعالے کو اپنے ظہور کا شوق ہوا۔ اسی شوق کا نتیجہ ہے۔ کہ مخلوقات معرض ظہور میں ہے +

۱۰۱۔ میں جا رہا تھا۔ اور میرے دل کا خون راستے میں گر رہا تھا۔ اور میری آہوں سے بے انتہا (جانسوز) شرارے نکل رہے تھے۔ میں محبت کی وجہ سے خوشی خوشی دنیا کے باغ میں آیا تھا۔ اور آتی دفعہ میرے دامن سے بے حد پھول جھڑ رہے تھے۔

(نوٹ) اسم بغیر عاطفہ واضافت جب آئے تو کثرت کے معنی دیتا ہے۔ تو یہاں پر دوزخ دوزخ اور دامن دامن کے معنی کثرت سے شرارے اور کثرت سے پھول گر رہے تھے۔

دنیا میں آنے اور اس سے جانے کا نقشہ نہایت عمدگی سے کھینچا ہے۔ یعنی جب آئے تھے۔ تو بے فکری کا عالم تھا۔ ہر طرف چہل پہل تھی۔ رنج و محن کا نام نہ تھا۔ نہایت خوشی و خرمی سے اس گلشن جہان میں آئے لیکن اب جب جا رہے ہیں۔ تو یہ حالت ہے۔ کہ آہوں سے چنگاریاں جھڑ رہی ہیں + اور آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے۔

۱۰۲۔ میرے دل نے صبح کی ہوا سے جب تیری خوشبو حاصل کی۔ تو مجھے چھوڑ دیا اور تیری جستجو میں لگ گیا۔ اب تو یہ حالت ہے۔ کہ مجھے یاد بھی نہیں کرتا۔ تیری بو تو حاصل کر ہی چکا تھا۔ تیری عادت بھی لے لی۔

تشریح و معشوق کی عادت ہے۔ کہ عاشق کے پاس نہیں پھٹکتا۔ اب

ان کا دل بھی اُن کے پاس نہیں آتا۔ تو گویا اُس نے محبوب کا رنگ ڈھنگ اختیار کر لیا ہے +

۱۰۳۔ ہر چند انسان فرشتہ خو اور ملک سیرت ہے۔ یہ اگر برا نہ بن جائے۔ تو اپنے دشمن کے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔ میرا دل دیوانہ نہیں ہے بلکہ اس کی یہ عادت ہو چکی ہے۔ کہ وہ اپنے جانی دشمن کو بھی دوست ہی سمجھتا ہے۔

تشریح:۔ محبوب عاشق کی جان لینے کے درپے ہے۔ لیکن ادھر عاشق ہے۔ کہ اپنے جانی دشمن سے محبت کرتا ہے۔

۱۰۴۔ دل ایک خاک چھاننے والے بچے کی طرح ہے۔ جس کے ہاتھ میں چھلنی ہو۔ دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ پر تھپڑ رسید کر رہا تھا۔ اور اپنا چہرہ نوچ رہا تھا۔ واویلا اور آہ و زاری سے کہہ رہا تھا کہ افسوس کہ ریت تو میں حاصل نہ کر سکا اور چھلنی ٹوٹ گئی۔

تشریح:۔ بچے عموماً ریت مٹی سے کھیلا کرتے ہیں۔ ایسا لڑکا جو چھلنی سے ریت چھانتا رہے اُس کا سوائے اس کے کوئی اور نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ کہ چھلنی ٹوٹ جائیگی۔ ہمارے کام بھی اس ناکارہ لڑکے کی طرح بیہودہ ہیں۔ مدت عمر انہیں بیہودہ کاموں میں گزر جاتی ہے۔ اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لا حاصل محنت کا صدمہ ہوگا۔ حیرت ہوگی۔ لیکن بے فائدہ ہے

کچھ پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

۱۰۵۔ تمام دشت غادراں میں کوئی ایسا پتھر نہیں ہے جس کو مجھ سے اور میرے عہد سے غبار نہ ہو۔ تیری نوازش اور لطف وصال کے بارے

میں اگر میرے پاس ہزاروں یا نیں بھی ہوں۔تو مجھے دینے میں دریغ نہیں ہے (لفظی معنی دینے میں کوئی عار نہیں ہے +

۱۰۶۔ تمام دشت خاوراں کوئی ایسا پتھر نہیں ہے۔کہ جس پر خون دل اور خون دیدہ کا رنگ نہ چڑھا ہوا ہو۔ کوئی ایسی سرزمین اور کوئی ایسا فرسنگ نہیں جہاں تیرے غم کے ہاتھوں کوئی غمگین نہ بیٹھا ہو۔ یعنی جہاں بھی جاؤ۔ محبوب کی محبت کے گرفتار مل جائینگے +

۱۰۷۔ اے محبوب تیرے ابرو کے کمان خانہ سے ایک تیر اسوقت نکلا جبکہ دل پر تو کا تصور کر رہا تھا۔لیکن وہ تیر خوشی سے میرے دل کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ اور ناز سے کہتا گیا۔کہ ہم تجھ ایسے کے پہلو میں نہیں بیٹھ سکتے۔

تشریح۔محبوب سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ خیال گذرا کہ اب وصال کی دولت سے بہرہ ور ہو جائینگے۔لیکن اُس نے نہایت تیز نگاہ سے دیکھا۔اور چل دیا +

۱۰۸۔ اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے۔کہ تیرا بدن گلشن شفا ہو گیا۔تندرستی نے عیش کے پھول تیرے دامن میں بھر دیئے۔بخار غفلی سے تیرے بدن میں آگیا تھا۔الحمدللہ کہ پسینہ بن کر بہ گیا۔ دوست کی صحت یابی پر یہ رباعی لکھی گئی۔

۱۰۹۔ چربی گائے میں ہے۔اور گائے پہاڑ میں ہے۔ اور ریشم والی مچھلی دریا میں ہے۔ بکری پہاڑ پر اور چیتا بلغار میں ہے (طرہ یہ کہ) ان کا چلہ چڑھانا بہت ہی مشکل ہے۔یعنی شکار تو آسانی یا دشواری سے مہیا ہو جاتا ہے۔لیکن ہماری طاقت نہیں ہے۔کہ شکار

کر سکیں +

۱۱۰۔ جس دوست نے دوستی کے عہد کو توڑ ڈالا۔ چلا جا رہا تھا اور میں نے اُس کا دامن تھام رکھا تھا۔ کہتا جاتا تھا۔ کہ تو بعد ازیں مجھے خواب میں دیکھیگا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے بعد مجھے نیند بھی آئیگی۔ محبوب کی جدائی میں اضطراب و بیقراری کی وجہ سے نیند کہاں +

۱۱۱۔ تیرا دیوانہ پہاڑ اور جنگل میں تمیز نہ کر سکا۔ تیرے عشق مجنوں کو اپنے سر اور پاؤں میں تمیز نہ رہی۔ جس شخص نے تیری جانب راستہ پا لیا۔ وہ اپنے آپ کو بھول گیا۔ جس نے تجھے پہچان لیا۔ وہ اپنے آپ کو نہ پہچان سکا۔

تشریح :۔ مولانا سلاسے علیہ الرحمتہ اس مضمون کو یوں واضح فرماتے ہیں۔ ؎

اے مرغ سحر عشق زپروانہ بیاموز + کاں سوختہ سد جاں شد و آواز نیامد
ایں مدعیاں در طلبش بے خبرانند + کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

۱۱۲۔ اگر تیرا کام بنا ہوا ہے۔ تو یہ تیری تدابیر کا نتیجہ نہیں ہے۔ اور اگر بگڑا ہوا ہے۔ تو یہ بھی تیرا قصور نہیں ہے۔ تسلیم اور رضا۔ اختیار کر اور خوشی خوشی زندگی بسر کر۔ کیونکہ جہاں کے اچھے اور بُرے کام تیرے قبضہ قدرت میں نہیں ہیں۔ تسلیم فرامینِ ایزدی ارشادات نبوی اتا دیل الم کو نہایت شگفتہ روئی سے قبول کرنا اگرچہ خلاف طبیعت ہوں۔ اسلام میں اس کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد ایزدی ہے "فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما" رضا۔ "ہرچہ از دوست میرسد نیکو ست" پر عمل کرنا۔ اس

رباعی کے مضمون کو مولینا نظیری ایک شعر میں ادا کرتے ہیں ۔

رضا بدادہ بدہ وز جبیں گرہ بکشا
کہ بر من و تو در اختیار نکشا دوست

۳۳۔ غازی جو شہادت کے لئے دوڑ دھوپ میں مصروف ہے ۔ اس بات سے غافل ہے ۔ کہ شہید عشق اس سے بزرگ تر ہے ۔ کل قیامت میں یہ اس کی مانند کیسا ہو سکتا ہے ۔ کہ وہ تو دشمن کا مقتول ہے ۔ اور یہ دوست کا کشتہ ہے ۔

تشریح :۔ شیطان انسان کا جانی ازلی دشمن ہے ۔ نفس کی خواہشات کی اتباع نہ کرنا یقیناً بڑی کامیابی ہے ۔ اپنے تئیں احکام و فرائض ایزدی پہ تصدق کر دینا بڑی ہمت ہے ۔ تمام منازل طے کر کے فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل کر لینا ۔ دونوں جہان کی سرخروئی کا ذریعہ ہے +

۳۴۔ اے ذات باری جل جلالہٗ پوشیدہ (اسرار) اور ظاہر (علوم ظاہری) نیز اکماحقہ تیری حقیقت معلوم کر لینے قاصر ہیں ۔ وہم و گمان اور یقین سب ہیچ ہیں ۔ تیری ذات سے مطلقاً خبر نہیں دے سکتے ۔ کیونکہ جہاں تو ہے وہاں نشانات کی کوئی حقیقت نہیں ۔

ہماری عقل محسوسات کی ماہیت کو بھی کما حقہ معلوم نہیں کر سکی ۔ تو ذات رب العزت کی ماہیت کو کہ محسوسات کا وہاں بالکل عمل دخل نہیں ہے ۔ کیسے معلوم کر سکتی ہے ۔ اسواسطے رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالے کے الفانات میں فکر کرو ۔ اور اللہ تعالے کی ذات میں فکر نہ کرو ۔ سعدی علیہ الرحمتہ اس مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں ۱۔

ا۔ اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم + وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر + ما ہمچناں در اوّل وصف تو ماندہ ایم

نیز صاحب گلشن راز فرماتے ہیں :۔

از و ہرچہ بگفتند از کم و بیش + نشانے دادہ اند از دیدۂ خویش

منزہ ذاتش از چند و چہ و چوں + تعالیٰ شانہٗ عما یقولون

۱۱۵۔ اے محبوب حقیقی۔ تیرے رخ انور کے مقابلے میں سورج اور چاند کی روشنی سب ہیچ ہے۔ اور تیرے لبوں کے مقابلے میں چشمہ سلسبیل اور کوثر ہیچ ہے۔ میں سب چیزیں دیکھا کرتا تھا۔ لیکن جب سے میری بینائی تیز ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ تو ہی تو ہے۔ باقی سب ہیچ ہیں۔

تشریح :۔ پہلے دنیا کی سب چیزیں دیکھا کرتا تھا۔ لیکن جب حقیقت کھلی تو معلوم ہوا کہ یہ سب بے بنیاد و ناپائیدار۔ صرف وہی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگی۔ باقی سب ہیچ و نیست شدنی ہیں۔

۱۱۶۔ میرا رخسار روح کے باغ کا تازہ پھول ہے۔ اور اسقدر نازک ہے۔ کہ اگر آنکھ صبح و شام آنکھ اس کے دیکھنے کا خیال بھی کرے۔ تو پلکوں کے سائے سے بھی اسکو گزند پہنچ جائے۔

ف :۔ رخسار کی نزاکت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اگر آنکھ اس کے دیکھنے کا خیال بھی کرے تو خار دیدہ (پلکوں) کے سائے سے مجروح ہو جائے ۔

۱۱۷۔ عالم وصال میں ہجر کے خیال سے فریاد ہے۔ عالم ہجر اضطراب کے درد سے فریاد ہے محرومی دیدار سے افسوس افسوس۔ بے صبری کے درد سے فریاد فریاد۔

۱۱۸۔ اے محبوب حقیقی! دل تیرے ایک نظر سے حیات جاودانی حاصل

کرے۔ غم تیرے الم عشق میں خوش ہو جائے۔ اگر ہوا تیرے کوچے کی خاک دوزخ میں لے جائے۔ تو آتش دوزخ آب حیات بن جائے ✦

۱۱۹- میرے نصیب نے آرام کو خیر باد کہنے کی ٹھانی ہوئی ہے۔ اور میری ہمت بوریا پہننے کی تمنا رکھتی ہے۔ یہ ایسی جگہ ہے۔ کہ ایک ہی سوال سے دونوں جہان بخش دیتے ہیں میرا استغنا خاموشی ہی کو پسند کرتا ہے ✦

۱۲۰- یہ نالایق آتش پرست کہاں سے پیدا ہو گیا۔ اور یہ قہر کی صورت کہاں سے پیدا ہو گئی۔ یہ بادل کا ٹکڑا کہاں سے پیدا ہو گیا۔ جس نے میرے خورشید کو میری آنکھوں سے اوجھل کر دیا۔

ف :- خورشید گر (آتش پرست اور آفتاب پرست کو کہتے ہیں) سے مراد محبوب ہے۔ اور تکہ ابر سے مراد وہ موانع جو سالک کو منزلِ مقصود پر پہنچنے میں مانع ہوتے ہیں ✦

۱۲۱- وہ دشمن سے ساز باز رکھتا تھا تو نے دیکھا کہ اس نے کیا کیا۔ کہا تو نے اس معاملہ کی حقیقت بھی معلوم کی کہ اس نے کیا کیا کہنا تھا۔ کہ میں تیری خواہش کے مطابق کام کرونگا۔ تو نے دیکھ لیا۔ کہ کہتا کیا تھا اور کیا کیا۔

۱۲۲- انسان تیری خوبی کے متعلق جتنا بھی خیال کر سکتا ہے۔ تو اُس سے کہیں زیادہ خوبصورت و خوب سیرت ہے۔ یا مجھ جیسا تیرے جمال کے متعلق جو کچھ خیال کر سکتا ہے۔ تو اس سے بالا تر ہے۔ شاید اللہ تعالےٰ اپنی آفرینش پر ناز کرے۔ جب تیرے جمال کا مشاہدہ فرما دیں ✦

۱۲۳- عاشق عاجزی نہ کرے تو اور کیا کرے۔ راتیں تیری گلی میں نہ گذارے تو کیا کرے۔ اگر تیری زلفوں کو بوسہ دے تو تو ناراض نہ ہو۔ دیوانہ زنجیر نہ چبائے تو کیا کرے ✦

۱۲۴۔ خدا کے مرد کسی اور ہی مٹی کے خمیر سے ہیں۔ یہ ہوا کے پرندے ہیں۔ انکا گھونسلہ اور ہی ہے۔ تو اس ظاہر بیں آنکھ سے ان کو نہ دیکھ کیونکہ یہ دونوں جہاں سے فارغ ہیں اور کسی اور ہی مکان کے مکیں ہیں۔

۱۲۵۔ قبل اس کے کہ قضا و قدر نے اس بلند آسمان کو بنایا۔ اور اس شیشے کے ایسے آسمان کی بارگاہ کو تیار کیا۔ ہم ازل کے عدم آباد میں میٹھی نیند سو رہے تھے۔ کہ ہماری غیر موجودگی میں تمہارے عشق کی تحریر ہمارے نام لکھ دی گئی۔ یعنی اس جہان کے ظہور سے پہلے اللہ تعالےٰ نے سب لوگوں کی قسمت کا فیصلہ فرما دیا تھا۔ ہماری قسمت میں تمہاری محبت لکھ دی تھی ؂

۱۲۶۔ اے ہوا تجھے حضرت رسول اکرمؐ کے روضہ اقدس کی قسم۔ اور اے باراں تجھے حضرت علی مرتضیٰ کی قسم خلقت چیخ پکار کر رہی ہے۔ اب بس کرو۔ اور اے دریا تجھے حضرت امام حسینؓ کی قسم (تو بھی اس طوفان آب کو کم کر دے)

طوفان باد و باراں و طغیانی دریا کی وجہ سے لوگ نالاں تھے۔ آپ نے متاثر ہو کر یہ رباعی لکھ دی ؂

۱۲۷۔ ابتدا میں جب کہ محبوب کے عشق نے میرا دل لے لیا۔ میری گریہ و زاری سے میرے ہمسایہ کو نیند نہ آتی تھی اب آہ و زاری میں تو کمی واقع ہو گئی ہے۔ لیکن میرا درد بڑھ گیا ہے۔ (تو اس کی مثال ایسی ہے) کہ جب آگ اچھی طرح بھڑک جائے تو دھواں کم ہو جاتا ہے ؂

۱۲۸۔ پہلے ہی ہمیں اپنا چہرہ نہیں دکھانا چاہیئے تھا۔ کہ ہماری آتش محبت کسی اور جگہ جا بھڑکتی۔ اب جبکہ تو نے اپنا رخ انور ہمیں دکھایا اور ہمارا

دِل چھین لیا۔ لازماً اب تجھے ہمارا محبوب ہونا چاہیئے ✤
۱۲۹۔ میرا دل تیری یاد سے ہرگز غافل نہیں رہ سکتا۔ اگر جان بھی چلی جائے تو تیری محبت دل سے نہیں نکل سکتی۔ میرے آئینہ دل میں تیرے رخ انور کا ایک ایسا عکس پڑا ہے۔ جو کبھی زائل نہیں ہو سکتا ✤
۱۳۰۔ گو ہم بوڑھے ہیں لیکن جب تیرا عشق ممد بن جائے۔ تو پھر عیش و عشرت اور طرب و ناز کا عہد آجائے۔ اس کی زلفِ دراز کی کمند بنا کر عمرِ رفتہ کی گردن میں ڈالیں تاکہ وہ واپس آجائے ✤
ف:۔ جوشِ محبت بوڑھوں کو جوان بنا دیتا ہے۔ عشق کے جوش میں جوانی کے ولولے۔ امنگیں عود کر آتی ہیں ✤
۱۳۱۔ اگر میں باغ میں جاتا ہوں۔ تو تیری گلی کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ اگر پھول کو دیکھتا ہوں تو تیرا رخ انور یاد آتا ہے۔ اگر سرو کے سائے میں ایک منٹ کیلئے بیٹھ جاتا ہوں۔ تو تیرا سرو جیسا زیبا قد یاد آتا ہے۔
ف:۔ غرض ہر ایک دلکش شے کو دیکھ کر تیری یاد تازہ ہو جاتی ہے ✤
۱۳۲۔ میں فائدہ میں رہونگا۔ کہ میری صفت پر دشمنوں نے حملہ کر دیا ہے مٹھی بھر تنکوں نے دریا کو تھپیڑے مارنے شروع کئے ہیں ہم تو ایک برہنہ تلوار ہیں۔ اور ہیں بھی قضا و قدر کے ہاتھ میں۔ جس نے ہم پر حملہ کیا وہ خود مارا گیا۔ جن کے متعلق خود اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون ان سے جنگ و جدل کرنا ناکامی اور رسوائی کو دعوت دینا ہے ✤
۱۳۳۔ محبوب میرے خستہ دل کو مفت طلب کرتا ہے۔ اگر اس کی خواہش یہی ہے۔ تو میں بھیج دونگا۔ پھر نظارہ کے لیئے چشم براہ رہونگا۔ دیکھئے کون

خوشخبری لاتا ہے مگر وہ جان بھی مانگتا ہے۔

جان دی دی ہوئی اُس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا (غالب)

۱۳۴۔ غالبجناب کچھ قبر کی فکر بھی چاہیئے۔ دل میں سوز اور آنکھ میں آنسو بھی ہونے چاہئیں۔ دنیا کے کاروبار کے لئے تو مجھے بہت سے وقت میسر ہیں۔ کچھ وقت کے لئے قبر کی فکر میں بھی لگ جانا چاہیئے ٭

۱۳۵۔ حوروں نے میرے محبوب کی زیارت کے لئے صفیں بنا لیں۔ داروغۂ بہشت نے بھی تعجب کی بنا پر ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ وہ خال سیاہ اُس کے شادہ چہرے پر ایسا معلوم ہوتا ہے (گویا) ابدال نے کسی خطرے کی وجہ سے قرآن شریف کو پکڑ لیا ہے۔

تشریح:- ابدال اولیا اللہ کی وہ جماعت جس کی تعداد تمام دنیا میں چالیس ہوتی ہے۔ اگر ایک انتقال کر جائے تو دوسرا اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے خال کو یہاں بوجہ سیاہ ہونے کے ایسے ابدال سے استعارہ کیا ہے۔ جس کا لباس سیاہ ہو ٭

۱۳۶۔ جہاں تو موجود ہو وہاں غمی کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ جہاں تُو نہ ہو کوئی دل خوش نہیں ہو سکتا۔ جس شخص کو تیری جدائی ایک دم کے لئے بھی نہ ہو۔ اس کی خوشی زمین اور آسمان میں نہیں سما سکتی۔

ف:- سب سے بڑی کامیابی یہی ہے۔ کہ وصال یار حاصل ہو۔ جس خوش نصیب کو یہ دولت حاصل ہو۔ اس کی خوشی کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا ٭

۱۳۷۔ اے خالق ذو الجلال تیری مخلوقات طرح طرح کی ہے۔ کبھی تو الف کی طرح راست قد (عالم شباب میں) اور کبھی نون کی طرح (خمیدہ

قامت عالم شنخوحنت ہیں) تیری بزرگی کی بارگاہ میں مجنوں کے خیالات آدمی کے دل و دماغ میں نہیں آسکتے۔

تشریح :- جو تیرے دیوانے ہو گئے۔ انہوں نے جہان سے انقطاع کر لیا۔ جب جہان سے منقطع ہو گئے۔ تو جہان والے ان کی رموز کب سمجھ سکتے ہیں ؛

۱۳۸۔ طرح طرح کی عنایات اگرچہ اللہ جل جلالہٗ کیطرف سے ہوتی ہیں۔ لیکن اس معبود حقیقی کا ہر اسم علیحدہ علیحدہ عطیے بخشتا ہے۔ ہر گھڑی حقیقت عالم کو ایک اسم فنا اور ایک بقا بخشتا ہے۔

اسلام سے پہلے اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ کے متعلق کفار کے طرح طرح کے عقائد تھے۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔ کہ بہت سے خدا ہیں اور ہر ایک خدا علیحدہ علیحدہ کام کرتا ہے۔ رازق صرف رزق ہی دیتا ہے۔ خالق محض پیدا ہی کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اسلام نے اس حقیقت ازلی کو واشگاف کیا۔ جو آدم علیہ السلام کے زمانے سے بتدریج انبیا علیہم السلام اپنی اپنی ذات کو بتلاتے چلے آتے تھے۔

یعنی اللہ جل شانہٗ واحد ہے۔ اس کی صفات مختلف ہیں۔ رازق بھی وہی۔ خالق بھی وہی۔ محی بھی وہی ممیت بھی وہی۔ دنیا میں ہر وقت تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ اور اس سرائے فانی کا نقشہ آئے دن بدلتا رہتا ہے۔ آج کچھ ہے تو کل کچھ۔ یہ عالم خراب بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور آباد بھی۔ اللہ تعالےٰ کی اسمائے حسن میں سے محی جلانے والا۔ ممیت مارنے والا۔ عالم کی خرابی اور آبادی میں انہیں اسما کا عمل دخل ہے ؛

۱۳۹۔ میرا دوست چرخے پر چرکا لگاتا ہے۔ میں آرزو کرتا ہوں کہ ایسا نہ کیجو۔

تو وہ اپنے جنگ و جدل میں زیادتی کر دیتا ہے ۔کیونکہ وہ میرے دل میں
رات دن موجود رہتا ہے ۔ مجھے اس بات کا خطرہ ہے ۔کہ کہیں وہ اپنے
تئیں تیشں نہ لگا بیٹھے ؛

۴۰۱- ہر چند کہ عارف کی جان با خبر ہو ۔لیکن تیرے قدس میں اسے
کب رسائی ہو سکتی ہے ۔ تمام اہل کشف و اہل شہود کا ہاتھ تیرے ادراک
کے دامن سے کوتاہ ہے ۔

ف :- ذات باری کی سکنہ کو معلوم کرنا انسان کے حیطہ امکان سے
باہر ہے ۔ اہل کشف اپنی اپنی بساط کے مطابق مدارج حاصل کرتے ہیں
اور اپنے اپنے مقام سے گفتگو کرتے ہیں ۔اس کے متعلق صاحب گلشنِ
راز فرماتے ہیں

ع نشانے دادہ اند از منزل خویش

۴۰۱- زخمی دل اور سینہ چاک ہونا چاہیئے ۔ اور اپنی ہستی سے بالکل پاک
ہونا چاہیئے ۔جب آخر کار خاک ہونا ہے ۔ تو یہی بہتر ہے کہ پہلے ہی ہم
اپنی ہستی کو مٹا دیں ۔خودی انسان کو راہ حقیقت کے سلوک سے مانع ہے
اگر اس سے نجات مل جائے ۔تو تمام راستے کھل جاتے ہیں ۔اور سالک
اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے ؛

۴۰۲- جب تو عاشق ہو جائے ۔تو سر پر تلوار کا زخم کھانا چاہیئے ۔ اور
جو زہر (محبوب کی طرف سے ملے وہ شکر کی طرح کھانا چاہیئے ۔اگرچہ تیری
جگہ میں پانی نہ ہو ۔لیکن پھر بھی خون جگر نہایت کثرت سے پینا چاہیئے

تشریح :- عشاق کو ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں ۔لیکن
عاشق صادق وہ ہوتا ہے جو رنج مصائب کا مقابلہ مردانہ وار کرے ۔اگر

ان تکالیف و مصائب میں اضطرار و اضطراب کو دخل دے تو سمجھنا چاہیئے کہ یہ عاشق صادق نہیں ۔

۱۴۳۔ اگر صورت گر بال سے پرکار بنائے۔ جب بھی تیرے تنگ منہ کا نقشہ (ڈائرہ) نہ کھینچ سکے۔ جو ناز کی اور تنگی تیرے منہ میں ہے۔ مجھے خطرہ ہے۔ کہ کہیں تیرے لب سانس کو باہر نکلنے سے روک نہ دیں ۔

۱۴۴۔ تیری گلی سے جس کسی کو تعلق ہو جائے۔ کعبہ اور بیت خانے سے اسے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اگر تیری زلف کعبے میں اپنا دامن جھاڑے تو اسلام کو زنار کے ہاتھ پاؤں چومنے پڑیں۔

تشریح: جس شخص نے اپنی ہستی مٹا کر دیار محبوب کا پتہ لگا لیا وہ "ابن مالو لوسعم وجہ اللہ" کے ماتحت کسی خاص پابندی میں نہیں رہتا۔ وہ "ہر جا ہے تیرا جلوہ کعبہ ہو بتخانہ" کی رٹ لگائے رکھتا ہے۔ اور عالم بیخودی میں یہ کہتا ہے کہ ؎

حاجی بہ رہ کعبہ و من طالب دیدار ۔ او خانہ ہمی جوید و من صاحب خانہ

۱۴۵۔ جس کسی کے دل میں عشق کی باتیں اثر کر جائیں۔ اسے عاشق کی تلوار سے بسمل ہونا ہی پڑتا ہے۔ لیکن جب سیف عشق سے بسمل ہو جائے تو اُسے چاہیئے۔ کہ خاک سے تڑپتا ہوا اُٹھے۔ چہرہ خون سے لتھڑا ہوا ہو۔ اور قاتل کے سر پر تصدق ہو جائے۔

؎ جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے۔ کہ حق ادا نہ ہوا (غالب)

۱۴۶۔ اگر جہان میں کوئی قابل قدر ہستی ہے۔ تو وہ درویشوں ہی کی ہستی ہے۔ دربار یار میں صف اول میں ہیں۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے وجود

کا تانیا سونا بن جائے تو انہی کی صحبت اختیار کر کیونکہ کیمیا یہی ہیں -

یک زمانہ صحبتِ با اولیا + بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

گر تو سنگ خارہ و دو شوی + چوں بہ صاحب دل رسی گوہر شوی

۱۴۷ - کل غم کے بستر پر جب میں گریہ وزاری کر رہا تھا - اُس وقت جہان کے سب تفکرات سے میں بے خبر تھا - سب لوگوں نے میری آہ و بکا کی آواز سنی - لیکن سوائے میرے کانوں کے کوئی متاثر نہ ہوا

سیاہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے

کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا انسان سے رہتا ہے

ف :- میرے اس غم والم کی اطلاع سب دوستوں کو تھی لیکن کسی نے اس غم کے ازالے کی کوشش نہ کی +

۱۴۸ - باد صبا اُمید کے باغ میں سے ایک پھول لائی ہے - یا جبرائیل علیہ السلام نے اپنا سفید شہپر گرا دیا ہے یا قضا و قدر نے خورشید کا ایک ورق پھاڑ دیا ہے - یا (یہ سب نہیں اور) یار کا خط ہے - جو خوشخبری لایا ہے محبوب کا خط آیا بہت خوش ہوئے - گل اُمید - شہپر جبرائیل - ورق خورشید سے اسے تعبیر کیا - اس رباعی میں صنعت تجاہل عارفانہ کو استعمال کیا گیا ہے اسی طرح ایک اور شاعر اپنے محبوب کے رخسار کو دیکھ کر یوں گویا ہے :-

س عارض است ایں یا قمر یا لالہ حمرا است ایں

یا شعاع شمس یا آئینہ دلہا ست ایں

۱۴۹ - کل سحر کے وقت یار کی خوشبو آ رہی تھی - اور ہمیں خوشی خوشی پردہ اسرار میں سے جا رہی تھی - یہ رنگ تیری روح کی سواری ہے -

تجھے اُٹھائیگی اور یار کے دربار میں پہنچا دے گی۔
تشریح:۔ سماع کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔جائز ہے۔ اور بعض کا قول ہے۔کہ ناجائز ہے۔منصوفہ میں سے طریق نقشبندیہ اسے ناجائز قرار دیتا ہے۔ اور طریق چشتیہ اسے جائز سمجھتا ہے بہرحال سماع ایسی چیز ہے۔جس سے روح پروری بھی ہوسکتی ہے۔اور نفس نہمی کو بھی تقویت پہنچتی ہے۔ ایسے باخدا لوگ۔جو نفس کی جانگسل زنجیروں سے رہائی پا چکے ہوں۔ وہ پرورش روح کیلئے اسی کا استعمال کریں۔تو مضایقہ نہیں۔لیکن عوام جن کے شہوانی جذبات ادنیٰ اسی حرکت سے برانگیختہ ہوجاتے ہیں۔ انہیں یہ شغل ہرطرح منعوم ہے۔

۱۵۰۔ اے مخاطب (ذرا گوش ہوش سے سُن) حسد سے راہ (معرفت) نہیں ملتا اور مغرور کو معرفت سے بھی بہرہ حاصل نہیں ہوتا۔
جس فقر پر رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے فخر کیا تھا۔ اس تک تو نہیں پہنچ سکتا جب تک تیرا جگر خون نہ ہوجائے
تشریح:۔ ایسے لوگوں کو تنبیہ فرماتے ہیں۔جو حقیقت میں صوفی تو نہیں ہوتے لیکن صوفیوں کا لباس پہن لیتے ہیں۔ اور اخلاق رذیلہ مثلاً حسد عجب وغیرہ سے مبرا نہیں ہوتے کہ فقر کا حاصل کرنا نہایت مشکل چیز ہے۔صرف لباس تبدیل کر لینے سے فقر نہیں ہوسکتے۔ بلکہ شہوانی جذبات پر قابو پا لینے سے اور اخلاقاً محمودہ حاصل کرنے سے یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔حضور عالی مدارنے فرمایا ہے۔ کہ الفقر فخری۔ فقر ہی پر میں فخر کرتا ہوں۔ایسے فخر کا حاصل کرنا جس پر حضور سرور کونین نے فخر کیا ہو۔ بندگان حرص وعجب کو کب نصیب ہوسکتا ہے۔

۱۵۱۔ دل کو صاف کر کیونکہ اللہ جل شانہٗ دل ہی کو دیکھتا ہے۔ پراگندہ دل کوڑیوں کھوٹے ہوتے ہیں۔ اے مخاطب جو خدا کے لئے دل صاف کرتا ہے۔ وہ سب اہل جہان سے بازی لے جاتا ہے۔

س ما دروں را بنگریم و حال را
نے بروں را بنگریم و قال را (مولینا روم)

"اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" (تم میں سے اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی اکرم ہے۔ جو زیادہ متقی ہے)

۱۵۲۔ تیری محبت کے سلسلے میں میں جان دے دونگا۔ اور تیرے عشق میں گھر بار چھوڑ دونگا۔ اے میری جان جس دن میں نے آپ کو دیکھ لیا۔ یقیناً اسی روز جان دے دونگا۔

۱۵۳۔ یہود اور عیسائیوں کے عبادتخانوں میں گیا۔ عیسائی اور یہودی سب تیری ہی طرف متوجہ تھے۔ تیرے وصل کی یاد میں میں بتخانے میں گیا۔ بتوں کی تسبیح تیرے ہی عشق کا نغمہ تھا۔

۱۵۴۔ اگر عشق میرے دل کی خریداری پر رضامند ہو جائے۔ تو ایسا کام کروں کہ سب کچھ روشن ہو جائے۔ پرہیز کے مصلے کو اسطرح جھاڑوں کہ اس کے ہر ایک تار سے ہزاروں زنار گر پڑیں۔

تشریح:۔ اصطلاح صوفیہ میں زنار "بود زنار بستن عقد خدمت" زنار عقد خدمت باندھنے ہی کا نام ہے۔ یعنی ریاکاری کو چھوڑ کر صدق دل سے حق بندگی ادا کروں۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ اگر عشق کی امداد حاصل ہو جائے۔ تو میں ریاکار زاہدوں کی تمامتر فریب کاریوں کو طشت از بام کر دوں۔

۱۵۵۔ وہ رشتہ جو تیرے لعل لبوں سے گھس چکا ہو۔ اور تیرے شیریں آب دہن سے اشک آلود ہو جائے میری خواہش ہے۔ کہ اس سے تو میرے سینے کے زخم کو سی دے۔ ممکن ہے۔ کہ تیرے غموں سے راحت مل جائے۔

تشریح:۔ رشتہ سے مراد کلام محبوب ہے۔ میری خواہش ہے۔ کہ اپنی شیریں کلامی سے میرے زخمہائے جگر کو مندمل کر دے۔

۱۵۶۔ اگر تو عدل کرے تو تجھے شیر جہاں کہیں گے۔ اور اگر ظلم کرے تو تجھے بھونکا کتا کہیں گے۔ ذرا چشم بصیرت کھول اور اچھی طرح دیکھ کہ ان دونوں میں سے کونسا نام بہتر ہے۔ جو تجھے کہیں۔

تشریح:۔ لوگ کسی حالت میں بھی خوش نہیں رہ سکتے۔ ظالم تو اس لائق بھی ہے۔ کہ اسے برا کہا جائے۔ لیکن لوگ عادل کو برا کہنے سے بھی نہیں ٹلتے۔

۱۵۷۔ جن لوگوں کو اپنے معبود حقیقی کی کچھ معرفت حاصل ہو گئی ہے۔ وہ تمام دنیا سے روگرداں ہو گئے ہیں۔ مردان خدا ہمیشہ مشاہدہ ہی کی تمنائیں رکھتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے۔ اسی نظر ہی کے قرب سے حاصل کیا ہے۔

۱۵۸۔ پہاڑ اور جنگل کا نقشہ اسی کے دروازہ سے باندھا۔ اور سرو قد محبوبوں کی بناوٹ بھی وہیں سے ہوئی۔ زنجیر جنوں میں میں ہی مقید تھا لوگوں نے مجنوں کے متعلق باتیں کہنی شروع کر دیں۔

یعنی جو کچھ بھی وہ ہستی مطلق کی تجلیات کا عکس ہے۔ لیلیٰ۔ مجنوں کچھ بھی نہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مجنوں لیلیٰ کا عاشق تھا۔ درحقیقت وہ حسن ازل کا

شیدا تھا۔ اور مجنوں بھی بذات خود کوئی چیز نہ تھا۔ بلکہ اسی ذات مطلق کا ایک عکس تھا۔ من سے مراد ہستی مطلق۔

چو ہست مطلق آید در عبادت + کنند از لفظ من از وے عبادت

۱۵۹۔ جب تک انسان راہ عشق میں سر نہ کٹائے۔ عشق و محبت کے رستے میں سرفراز نہیں ہوتا۔ تو یار کو بھی طلب کرتا ہے۔ اور سر کی خواہش بھی رکھتا ہے۔ ہاں یہ صرف خواہش ہی خواہش ہے۔ کبھی پوری نہیں ہوگی

۱۶۰۔ صوفی قوالی کے وقت سر اسو اسطے ہلاتا ہے۔ تاکہ اپنی آتش بیتابی کو کچھ وقت کیلئے فرد کردے۔ عقلمند اس حقیقت سے آگاہ ہیں۔ کہ دایہ بچے کے پنگھوڑے کو اس کے سکون ہی کیلئے ہلاتی ہے۔

ف :۔ صوفی بظاہر مضطرب۔ پریشان معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ تمام پریشانی سکون قلب حاصل کرنے کی غرض سے کرتا ہے +

۱۶۱۔ تو نے کہا۔ کہ رات کو آؤنگا۔ اگرچہ بے وقت ہی ہو۔ شاید اس طریق سے خلقت کی زبان طعن بند ہو جائے۔ اے محبوب! تو سوئے ہوئے سے اپنا آنا کسطرح چھپا سکتا ہے۔ جبکہ تیری خوشبو سے مُردے زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔ خفتہ تو پھر بھی زندہ ہے +

۱۶۲۔ ایسے شخص پر رحم کر جس کا تیرے سوا کوئی یار نہ ہو۔ اور تیرے غم کھانے کے سوا اسکو کوئی کام نہ ہو۔ عشق میں ایسا شخص کامل نہیں کہ جس کو ہجر اور وصال میں ایک دم قرار نہ ہو۔

تشریح :۔ بیقراری خامی کا پتہ دیتی ہے :۔

آتش چو تہ گرفت کم گردد دود

عاشق صادق ہجر و وصال میں مطمئن ہوتا ہے۔ بیقراری اور اضطرار کو اپنے

سیر راہ نہیں دیتا۔ وہ ہر وقت تجلیات ربانی کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔ لیکن وجدکانہ ہونا اس کے اطمینان کو زائل نہیں کرتی ۔

۱۶۳۔ لوگ کہتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ کوتوال کو علم ہو جائے۔ اور جہان میں تیری پردہ دری کر دے۔ لیکن مجھے یقین ہے۔ کہ جو شراب ہم پی رہے ہیں۔ اسکا ایک قطرہ بھی کوتوال کو مل جائے۔ تو جان کے عوض میں بھی اسے خرید لے۔

محتسب اسلامی سلطنتوں میں ایک عہدہ دار ہوا کرتا تھا۔ جو لوگوں کو خلاف شرع امور سے روکتا تھا۔ خصوصاً شراب سے۔ لیکن شاعرؒ فرماتے ہیں۔ کہ جو شراب عشق ہم نوش کر رہے ہیں۔ وہ کوتوال کو میسر ہو جائے تو روکنے کی بجائے خود جان دے کر بھی خرید لے ۔

۱۶۴۔ رات کو بیدار رہو۔ کیونکہ عاشق رات ہی میں راز کی باتیں کرتے ہیں۔ اور دوست کے گھر کے اردگرد پرواز کرتے ہیں (چکر لگاتے ہیں) رات کے وقت ہر ایک جگہ دروازہ بند کر دیا کرتے ہیں۔ سوائے دربار کے وہ بات ہی کو کھولتے ہیں۔

تشریح:۔ سب وقتوں میں عبادت الٰہی کا لطف آتا ہے۔ خصوصاً ثلث آخر شب میں۔ اس کتاب میں کسی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

کہ بکب تسبیح با خلاص بیا بر در ماسپ ہر کار تو بر بتا بدآنکہ گلہ کن

صبح سے مراد یہاں علی الصباح ہے۔ جو عبادت کا خاص الخاص وقت ہے

۱۶۵۔ عشق کی شبنم سے آدم علیہ السلام کی مٹی گوندھی گئی۔ ایک شور بپا ہوا اور انکا تدبنا۔ عشق کے نشتر کی نوک روح کی رگ پر لگی۔ ایک قطرہ خون کا ٹپکا اور اسکا نام دل ہو گیا۔

تشریح: عشق انسان کی خمیر میں داخل ہے۔ قرآن کریم میں آیتہ "انا عرضنا الامانتہ علی السموات والارض" آیا امانت سے مراد تکالیف شرعی اور عقل بھی لی گئی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تکالیف شرعی میں جن انسان کا شریک ہے۔ عقل میں جن۔ ملائکہ۔ اجرام سماوی انسان کے مساہم ہیں۔

اگر امانت سے مراد عشق الٰہی لی جائے۔ تو نہایت موزوں ہے۔ کیونکہ یہ منزل بہت ہی دشوار گذار منزل ہے اور اس وادی میں بڑے دل والے لوگ قدم رکھتے ہیں اور اللہ جل جلالہٗ کی مدد سے منزل مقصود تک پہنچتے ہیں۔

۱۶۶۔ تیرے عشق میں کبھی تو مجھے بت پرست کہتے ہیں اور کبھی رند، خرابانی اور مست کہتے ہیں۔ یہ سب کچھ مجھے شکست دینے کیلئے کہتے ہیں۔ اور میں اس بات سے مسرور ہوں۔ کہ جو کچھ میں ہوں وہی مجھے کہتے ہیں۔

۱۶۷۔ خدا کرے وہ آنکھ رہے ہی نہیں جو اس کی جستجو نہ کرے۔ اور نہ وہ منہ اور زبان رہے۔ جو اس کی گفتگو نہ کرے۔ جس دل میں وفا کی بو نہ ہو۔ اگر اسے کتے کے آگے پھینک دیں۔ تو اسے سونگھتے تک نہیں۔

۱۶۸۔ مقصد کے علم کا پھول آسانی سے حاصل نہیں کر سکتے۔ وفا کے کانٹے کی خلش کے بغیر اسے نہیں پا سکتے امید کی شاخ پر مراد کا پھول کھلا ہوا ہے۔ جب تک تو سر کو پاؤں کے نیچے نہ رکھے اسے حاصل نہیں کر سکتا۔

تمام مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کی متعلقہ کوشش ضروری

ہے۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ اینہ۔ انسان کی سرتوڑ کوشش کے ساتھ تائید ایزدی ہے

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا
وہ کونسا عقدہ ہے۔ جو وا ہو نہیں سکتا

۱۶۹۔ جس دن ثریا کو نور دیا گیا۔ اور ہر چہ جوزا کی کمر پر کمر پٹکا باندھا گیا پردہ عدم میں تیرا عشق ہزار رشتہ سے اسطرح ہم سے باندھا گیا جسطرح آتش شمع پڑتی ہے۔ شمع میں ایک تاگا سا ہوتا ہے۔ جسے رشتہ شمع کہتے ہیں۔ رباعی کا مقصد یہ ہے۔ کہ روز ازل میں ہماری غیر حاضری میں تیرا عشق ہمارے نام لکھدیا گیا۔

قسمت کیا قسام ازل نے ناسخ + ہر شخص کہ جیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا + غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

۱۷۰۔ دوزخ میں اگر تیری زلف میرے قبضے میں آجائے۔ تو بہشتوں کی حالت سے مجھے ننگ و عار ہو۔ اگر تیرے بغیر مجھے میدان بہشت میں بلائیں۔ تو بہشت کی وسعت مجھ پر تنگ ہو جائے +

۱۷۱۔ مدرسے میں عمل کا سامان عنایت کرتے ہیں۔ اور میکدہ میں لذت عشق ازل بخشتے ہیں۔ جہاں رندوں کے گھر کی بنیاد قائم ہے۔ ایمان کا سرمایہ راہ چلتوں کو بخش دیتے ہیں۔

تشریح :۔ میخانہ سے مراد صحبت پیر کامل۔ یقیناً وہاں چاشنی عشق حاصل ہوتی ہے +

۱۷۲۔ میرے ہوش و حواس نہ ہی دوست سے گئے۔ اور نہ ہی رشتہ دار سے گئے۔ بلکہ یہی پریشان بالوں والے۔ اور ٹیڑھی ٹوپی والے سے گئے۔

(محبوب) لوگ مجھے کہتے ہیں۔ کہ تو نے انہیں دل کیوں دیا۔ بخدا میں نے نہیں دیا یہ زبردستی چھین کر لے گئے۔

۱۷۳۔ عاشق ہر وقت غم دوست کے خیال میں رہتا ہے۔ اور معشوق اپنے مناسب ناز و انداز کرتا ہے۔ ہم جرم و گناہ کرتے ہیں اور اللہ تعالٰے لطف و کرم فرماتا ہے۔ ہر شخص وہی کام کرتا ہے جو اس کے لائق ہے۔

۱۷۴۔ تیرے لطف و کرم سے کوئی بندہ نا امید نہ ہوا۔ جو تیری بارگاہ میں مقبول ہو گیا۔ وہ مقبول جاوید ہو گیا۔ وہ کونسا ذرہ ہے۔ کہ جس کے ساتھ تیری محبت ایک منٹ کے لئے پیوست ہو گئی اور وہ ہزار خورشید سے بہتر نہ ہو گیا ہو۔

تشریح:۔ یعنی دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ جو محبت الٰہی سے سرشار ہو۔ کہ ایاز تیرے دربار میں اخلاص سے سرنیاز جو شخص بھی دربار الٰہی میں سرنیاز جھکا دے۔ وہ بادشاہی سے اعلٰے ہے۔

۱۷۵۔ میں ایسے وقت سے خوش ہوں۔ جو تیری آرزو میں گذر جائے اور ایسی باتوں سے خوش دل ہوتا ہوں۔ جو تیرے چہرے کے بارے میں ہوں میں ایسی آنکھوں پر ناز کرتا ہوں۔ جو تیری طرف لگی ہوئی ہوں۔ اور ایسے پاؤں کو میں چومتا ہوں جو تیری گلی میں سے گزریں۔

۱۷۶۔ ہمارا دل ایسا ہے ہی نہیں جو خوش ہو جائے۔ بلکہ خوشی ہمارے محلے میں بھی نہیں آتی۔ اگر دنیا بھر کی خوشی یکجا ہو کر ہماری طرف آجائے۔ جب ہماری گلی میں پہنچ جائیں۔ تو غم سے مبدل ہو جائینگی۔

۱۷۷۔ تیرے غم کے پہنچنے میں دل گریہ و زاری نہیں کرتا (اگر کرے بھی تو کیا سود) کیونکہ تیرے سامنے فریاد اور واویلا کرنا بے سود ہوتا ہے۔

ہم ایسا رونا روتے ہیں۔ جس کی تجھے خبر تک نہ ہو اور ایسی آگ میں جلتے ہیں
جسکا دھواں نہ نکلے ۔
تشریح :۔ چنگ کی مناسبت سے سرود لائے ہیں۔ اور سرود سے
مراد دردناک آواز۔ یعنی ہماری یہ حالت ہے۔ کہ اندر آگ اٹھتی ہے۔
اسے اندر ہی اندر بجھاتے ہیں۔ ہمارے رونے کا اور جلنے کا تجھے علم تک
نہیں ہوتا ۔

۱۷۸۔ تیرے قد نے میرے قد کو محبت کے بوجھ سے خمیدہ کر دیا ہے۔
تیری آنکھوں نے میری آنکھوں کو چشموں سے بھر دیا ہے۔ تیرے خال
نے میرے حال کو میرے روزگار کی طرح سیاہ کر دیا ہے۔ تیری زلف
نے میرے کام کو اپنی طرح درہم برہم کر دیا ہے۔
تشریح :۔ قد و قامت محبوب کی محبت کی وجہ سے کمان ہو گئی۔ محبوب
کی آنکھیں دیکھیں، آنسو رکنے کا نام نہیں لیتے۔ خال کا مشاہدہ کیا۔ بدحال
ہو گیا۔ زلفوں کو دیکھا تو پراگندگی۔ پریشانی لاحق ہو گئی ۔

۱۷۹۔ جس شخص کو عشق کے دفتر سے کوئی سرٹیفکیٹ مل گیا۔ اس کے
آنسو خونیں ہونگے۔ اور چہرہ زرد ہوگا۔ جس سر میں سوز محبت ہے۔ اس
پر قربان ہو جائیگا۔ اور جس دل میں درد محبت ہے۔ اس پر نثار ہو جائیگا ۔

۱۸۰۔ اگر مردان خدا کا دشمن ہمہ تن آتش بن جائے۔ تو بجلی کی طرح اپنی
ہی آگ میں جل مریگا۔ مثال کے طور پر ہم بیان کرتے ہیں کہ اگر کتا دریا
میں پا ڈالے۔ تو دریا پلید نہ ہو گا۔ اور کتا غرق ہو جائیگا ۔

۱۸۱۔ اگر علم با عمل نصیب ہو جائے۔ تو دونوں جہان کے مقاصد حل
ہو جائیں گے۔ تو اس بات پر نہ علیل ہو کہ تو نے چند اوراق پڑھ لئے۔

اس دن سے ڈر جس دن کہ ورق الٹائے جائیں گے۔
تشریح :۔ علم بے عمل سے حضور علیہ السلام نے پناہ مانگی ہے۔ اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو علم پڑھکر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اور افراط۔ تفریط سے محفوظ رہتے ہیں۔ وگرنہ بہت سے ایسے شخص مل جائینگے۔ جو "چارپائے بر وکتابے چند" کا مصداق ہوتے ہیں۔ "چو بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند" "اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع"

۱۸۲۔ تیرے مردان عشق آسمان کی محبت پر فریفتہ نہیں ہوتے۔ اور اس لہو بھرے پیالے کو منہ سے نہیں لگاتے۔ اہل وفا کے دائرے میں پرکار کی طرح اگر سر رکھ دیں۔ تو پاؤں باہر نہیں نکالتے۔
تشریح :۔ گردش آسمان اگر موافق بھی ہو تو مردان حق مغرور نہیں ہوتے۔ اور وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کہ یہ کاسہ شراب جو اب حاصل ہو رہا ہے۔ اس کا انجام ناقابل برداشت ہے۔ اسواسطے اسے سرپائے استغفار سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ پرکار کا ایک سرا مرکز پر رکھ دیا جائے۔ اور اسے گھمایا جائے۔ تو دوسرا سرا ایک دائرہ کھینچ دیتا ہے۔ اور اس خط سے سرمو نہیں ہٹتا۔ اسی طرح مردان خدا اگر کوئی عہد لیتے ہیں۔ تو اس کے انجام میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔

۱۸۳۔ ابتدا میں تیرے عشق کا راستہ مجھے آسان نظر آتا ہے خیال تھا۔ کہ تیرے وصال کی منزل تک جلدی پہنچ جاؤنگا۔ ابھی دو تین قدم ہی چلا تھا۔ کہ راستہ بحر بے پایاں نظر آیا۔ جونہی پاؤں اندر رکھا موج بہا کے لے گئی۔ ؎ "کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا"

اس بحرِ ناپیدار کنار میں لاکھوں کروڑوں غرق ہو گئے۔ اس میں پہلے جان کی بازی لگائی جاتی ہے۔ عاشقِ حقیقی کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر کوئے محبوب کا رخ کرے۔

۱۸۴۔ خواہ میرے عیوب کو ظاہر کیا۔ خواہ چھپایا۔ میں اسکا ممنون ہوں کہ اس نے بہت ہی اچھا کیا۔ اس شخص کے پاؤں کی مٹی میرے سر کا تاج ہے۔ جس نے میری آنکھ کو میرے عیوب پر آگاہ کر دیا۔

تشریح :- بہترین دوست ہے۔ وہ جو دوست کی اصلاحِ نفس میں مددگار ہو۔

۱۸۵۔ کامل ایک خوبی کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ناقص ہر جگہ اپنی ہی برائیاں دیکھتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کی آنکھ اور دل کا آئینہ ہیں نیک کو نیک اور برے کو برا ہی نظر آئیگا۔ زیکے ہنر وہ وصد بنید۔
لفظی ترجمہ ایک خوبی کو سینکڑوں خوبیاں دیکھتا ہے۔ مراد ہے کہ خوبی کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

ہر ایک شخص ابنائے عالم کو اپنے پر قیاس کرتا ہے۔ جو شخص کسی کی تعریف کر رہا ہے۔ تو گویا وہ اپنی خوش خلقی کی حکایت کر رہا ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر کوئی شخص کسی کی برائی بیان کر رہا ہے۔ تو گویا وہ اپنی بد خلقی کا قصہ بیان کر رہا ہے۔

۱۸۶۔ میرے کانٹوں سے بھی وفا کا باغ شگفتہ ہوتا ہے۔ اور اخلاص میرے راستے سے پیدا ہوتا ہے۔ کل میں تیرے تصور میں گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھا تھا۔ (اسی کا نتیجہ ہے کہ) آج میری بغل سے پھول پیدا ہو رہے ہیں۔

تشریح :۔ پھول تو پھول ان کے خار سے بھی گلزار کی رونق ہے ۔ اُن کے گھر میں جو کچھ ہوگا اس کا اندازہ اس سے کرنا چاہیئے ۔ کہ ان کی گلی سے اخلاص پیدا ہوتا ہے +

۱۸۷۔ دل میں شرک ہی شرک ہے ۔ ایسی حالت میں سجدہ کرنے سے کیا فائدہ ۔ نفس پلید کے ساتھ صاف ستھرے کپڑوں سے کیا حاصل ۔ گناہ زہر ہے ۔ اور تو یہ اس کے لئے تریاق ہے ۔ جب زہر جان میں اثر کر چکے تو تریاق سے کیا فائدہ ؎

بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

اندرونی حالت کو سنوارنا ضروری ہے ۔ دل میں پلیدی ہو تو جامہ پاک کچھ فائدہ نہیں دے سکتا ۔

نوٹ :۔ فارسی میں تریاق کو تریاک لکھنا بھی جائز ہے +

۱۸۸۔ کیا ہی خرم ہے وہ دل جس نے ظلم سہے اور آہ نہ کی ۔ اور کسی شخص کو اپنی اندرونی حالت سے آگاہ نہ کیا ۔ شمع کی طرح نور دل سے بالکل ہی پگل کے ختم ہوگیا ۔ لیکن شعلہ کے دامن سے ہاتھ نہ ہٹایا ۔ آتش شوق جل کر بھسم ہوگیا لیکن اس کی اس حالت سے کسی کو آگاہی نہ ہوئی +

۱۸۹۔ جب سے تیرے عشق کا ولولہ میں نے سُنا ۔ عقل ۔ خرد اور ہوش وحواس سب جاتے رہے ۔ تیرے عشق کی کتاب کا ایک ورق پڑھتے ہی ۔ علم ظاہری کے تین سو خواندہ ورق فراموش ہوگئے +

۱۹۰۔ جب تیرے درد چشم کی خبر میرے کان میں پہنچی ۔ اسی وقت میرا دل خون ہوگیا ۔ اور آنکھوں کے راستے بہ گیا ۔ اگر حاسد کو یہ بات پسند

نہ آئے۔ تو وہ اندھا ہو جائے ؂

۱۹۱۔ تیرا آدھا چہرہ ست منکم بعید (میں تم سے کوئی دور نہیں ہوں) کی صورت میں نمایاں ہے۔ اور نصف دیگر سے۔ ان عذابی لشدید (بیشک میرا عذاب سخت ہے) ظاہر ہوتا ہے۔ تیرے چہرے کے گرداگرد یحیی و یمیت (زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے) لکھا ہے۔ جو شخص عشق کی موت مرا وہ بے شک شہادت کی موت مرا۔ کتاب میں الست منکم بعید لکھا ہے لیکن اس سے معنی واضح نہیں ہوتے۔ لست منکم بعید ہونا چاہیئے۔

تشریح:۔ ایک طرف تو اللہ تعالے اپنی شان جمال سے یوں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ میں تم سے دور نہیں ہوں (نحن اقرب الیہ من حبل الورید) دوسری طرف اپنی شان جلالی سے یوں فرماتا ہے کہ بے شک میرا عذاب سخت ہے۔

عشق کی موت موت نہیں ہے بلکہ حیات ہے۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولاکن لا تشعرون ؂

۱۹۲۔ افسوس کہ اب انتظار ہی کرنی چاہیئے۔ اور اس عاشقی کے فرش کو بھی مصلے کو لپیٹ دینا چاہیئے۔ اپنی نیکی اور عبادت پر نظر نہیں کرنی چاہیئے بس اسی کے فضل و رحمت پر نگاہ کرنی چاہیئے ؂

۱۹۳۔ جس وقت یہ ستارے اور آسمان نہ تھے۔ اور یہ آب و ہوا۔ آتش اور خاک نہ تھی۔ میں وحدت کے بھیدوں کا نہیں یاد کرتا تھا اور جسم۔ یہ آواز اور یہ سمجھ نہ تھی ؂

۱۹۴۔ اے عشق تیرے درد کے لئے سر چاہیئے۔ تیرا شکار مجھ سے زیادہ طاقتور ہونا چاہیئے۔ میں ایسا پرندہ ہوں۔ جو ایک شعلے سے جل بھن

جاؤنگا۔ کیونکہ اس آتش کے لئے سمندر کی ضرورت ہے۔

تشریح:۔ سمندر مشہور ہے جب کسی مقام پر ایک سو سال تک آتش جلتی رہے۔ تو بلی کی طرح کا ایک جانور وہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ جو تھوڑے وقت تک زندہ رہتا ہے۔

مطلب یہ ہے۔ کہ آتش عشق کی حدت کے سامنے انسان ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں ٹھیر سکتا۔

۱۹۵۔ میں نے (محبوب سے) اپنی آنکھ کا ذکر کیا۔ جواب دیا کہ اسے محبوب کے راستے میں لگا رکھ۔ بعدہٗ میں نے اپنے جگر کی حالت بیان کی۔ کہنے لگا اسے آہ وزاری میں مشغول رہنے دے۔ پھر میں نے دل کا معاملہ چھیڑا۔ کہنے لگے کہ تیرے دل میں کیا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ کا غم۔ جواب ملا۔ اسے محفوظ رکھیو۔ غرض اپنے ہر عضو کو محبوب حقیقی کی یاد کے لئے وقف کر دینا لازم ہے۔ اور بفحوائے ع ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ ہر ایک عضو کا کام علیحدہ علیحدہ ہے +

۱۹۶۔ اے خدا جل جلالہٗ مجھ عاجز کی مشکلات حل فرما دے۔ رحم فرما! کہ میں مخلوقات سے ہر معاملہ میں عاجز آگیا ہوں۔ مجھے تیرے دروازے کے سوا کوئی اور دروازہ نہیں سوجھتا اے غفار مجھے اس دروازے سے محروم نہ رکھ۔

۱۹۷۔ اے یار خدا حضرت محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ کے ہر دو نور چشم (حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین) کے صدقے میں اے خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خاندان کے ان دو چراغوں کے طفیل میری حالت پر نہایت مہربانی کی نگاہ سے دیکھ۔ میں امید رکھتا ہوں۔ کہ ذلیل نہیں ہونگا۔

۱۹۸۔ تیری بزم شوق میں اے شوخ میں قیدی ہوں۔ تو میرے قتل کرنے میں ذرا قصور بھی نہیں کرتا تو میرے رقیب سے باتیں کرتا ہے۔ کہ تو رشک سے مرجا۔ اور میری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ کہ تو غصے سے مرجا ۔

۱۹۹۔ اگرچہ مجبوراً میں تیرے وصل سے دُور ہوں۔ لیکن میرے دِل میں تیری یاد کی وجہ سے ہر وقت حضوری ہے ۔میں تیرے سایہ کی خاصیت رکھتا ہوں۔ کہ اگرچہ دور پڑتا ہوں۔ لیکن حقیقت میں تیرے نزدیک ہوں ۔

تشریح :۔ سایہ اگرچہ زمین پر پڑتا ہے لیکن صاحب سایہ سے اسے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر دو کا وجود لازم ملزوم ہے۔ اسی طرح انسان اگرچہ اپنی پستیٔ ہمت کی وجہ سے یا دوسرے موانع کی بنا پر اپنے بلاڑ کی طرف غور نہیں کرتا ۔ تاہم معبودِ مطلق سے جو تعلق اُس کا ہے وہ ظاہر ہے ۔

۲۰۰۔ آفتاب جب آسمان پر نور کا جھنڈا گاڑتا ہے۔ تو اس کی روشنی سے آنکھوں میں چکا چوند آجاتی ہے اور جس وقت بادل کے پردے سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو دیکھنے والا بغیر کسی نقص کے دیکھ سکتا ہے

تشریح :۔ جب بغیر حجاب کے اس آفتاب کے نور کو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ تو اسی نسبت سے نور وحدت حقیقی کا تحمل بغیر حجاب کے ناممکن ہے۔ اور وہ حجاب قلب انسانی ہے۔ حدیث شریف سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ صاحب نظر اسی حجاب کی معرفت سے نورِ حقیقی کا مشاہدہ کرتے ہیں ۔

۲۰۱ - اے خدائے قدوس! تیرا فضل میری معاون ہے۔ میری دستگیری فرما! میں اپنے آپ سے سیر ہو چکا ہوں میری دستگیری فرما۔ میں کب تک توبہ کر کے اُسے توڑتا رہوں گا۔ اے توبہ کی توفیق دینے والے اور توبہ شکنی کے اسباب پیدا کرنے والے میری دستگیری فرما۔

۲۰۲۔ اے بار اللہ! میرے دل میں اپنی محبت کے علاوہ کچھ نہ رہنے دے۔ میری آنکھوں میں آرزوے (غیر) کی گرد کو نہ رہنے دے۔ میں نے بارہا التجا کی کہ مجھ سے کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ رحم وکرم فرماکر مجھے میرے حال پر نہ رہنے دے۔

۲۰۳۔ بالغرض۔ تونے جہاں کی تمام لذات سے تمتع حاصل کر لیا۔ اور یار کے وصال کی دولت سے بھی تمام عمر بہرہ اور رہا۔ لیکن آخرکار جو تجھے کوچ کرنا ہے۔ اور یہ سب چیزیں خواب وخیال ہی معلوم ہونگی۔
تشریح :- دنیا کی قلیل مدت آخرت کی مدید زندگی کے مقابلے میں بالکل بے حقیقت ہے۔ بالفرض تمام مقاصد متعلقہ حظ نفس حاصل ہوئے لیکن آخرکار موت کا کڑوا پیالہ پینا ہے۔ تو یہ تمام لذتیں نسیاً منسیا ہو جائینگی۔ اور مرنے کے بعد اس فانی زندگی کا تصور خواب سے زیادہ نہیں رہیگا۔

۲۰۴۔ جو موتی بھی میرے آنسوؤں کے سمندر سے دامن میں گرتا ہے۔ تو سوئی کی طرح میں اسے رشتہ جان میں پرو دیتا ہوں۔ اور فرقت یار میں تسبیح کی طرح سے ہاتھ میں لے لیتا ہوں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ میں ایک سانس بھی ایسا نہیں نکالتا جو جسکو مسمار نہ کروں۔
تشریح :- ہجر یار میں رونے سے کام ہے۔ اور آنسوؤں کو تار نفس

ہیں پر ذکر تسبیح کا کام لیتے ہیں۔ جس پر فراق کی گھڑیاں شمار کرتے ہیں یا محبوب کے نام کا ورد کرتے ہیں +

۲۰۵۔ ہر لقمہ جو.... کے دسترخوان پر ہے مت کھا۔ اگرچہ اس سے تیری جان کو راحت ملتی ہے لیکن مت کھا۔ اگرچہ تیرے نفس کو وہ شہد ہی کیوں نہ معلوم ہو۔ لیکن اسے مت کھا کیونکہ وہ تو بڑھیا عورتوں کے دل کا خون ہے +

۲۰۶۔ سنکھ بجانے والا (برہمن) اگرچہ مجھ سے عار کرتا ہے۔ اور زاہد سجادہ نشیں مجھ سے کنارہ کش ہے۔ میں نے بھی تو ہر دو کی مخالفت میں تسبیح اور زنار دونوں کو آگ میں پھینک دیا ہے۔ وہ تمام امتیازات اٹھا دیئے ہیں جن سے شیخ و برہمن میں امتیاز ہو سکتا ہے +

۲۰۷۔ ایسے دوست سے آشنائی بھلی ہے جو موافق طبع ہے۔ اور بے وفا ساتھی سے جدائی بہتر ہے۔ جب زمانے کا جاہ و حشم چھوڑ دینے کے قابل ہے۔ تو بے سروسامانی کے ملک سے رشتہ کا تعلق بہتر ہے۔

۲۰۸۔ اے یار اللہ! مجھے اس مبارک سفر میں۔ ہزار نصرت۔ خوشی اور ہزار فتح و ظفر عنایت فرما۔ اے اللہ! بتیں محمدؐ۔ چار علیؑ۔ دو حسنؑ اور ایک حسینؑ۔ ایک موسیٰؑ اور ایک جعفرؑ کے واسطے سے (میرے مقاصد بر لا)۔

۲۰۹۔ کب تک محبوب کی زلفوں۔ اور قد کی باتیں کرتا رہیگا۔ اور کب تک بوس و کنار کا طالب رہیگا۔ اگر تو اپنے دعوئی عشق میں جھوٹا نہیں ہے۔ تو سچے عاشق کی طرح اس جیسے کی محبت میں اس جیسے ہزاروں سے اعتراض کرے۔

تشریح :- سالک راہ معرفت سیر عروجی کے ذریعے ذات محبوب حقیقی کی جستجو میں رہتا ہے۔ اور صفات کی نفی سے یہ منزل طے ہوتی ہے سه در عشق چوں او ہرا، چوں او بگذار سے یہی مطلب مفہوم ہوتا ہے۔ کہ صفات الاہیت سے ذات احدیت میں محویت اختیار کر +

۲۱۰ - اے دل ہوشیاری ہی کی حالت میں زندگی بسر کر اور آگاہی ہی کی حالت میں جان دے۔ عشق ہی میں کچھ زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ وگرنہ جو حالت تیری ہے۔ ایسی زندگی اور موت برابر ہے۔

تشریح :- دل کی آگاہی معرفت الٰہی کا حاصل کرنا ہے۔ " خلقت الجن والانس الا لیعبد :ن آیۃ میں لیعبدون کا ترجمہ محقق مفسرین نے یعرفون کیا ہے۔ درحقیقت انسان معنوں میں انسان جبھی کہلا سکتا ہے۔ کہ جام معرفت سے سرشار ہو۔ اگر شہوات و خسائس میں مستغرق ہے۔ تو وہ بہائم سے بدتر ہے۔

۲۱۱ - میں تیرا دیوانہ اور تیرا پریشان کردہ ہوں میری دستگیری کر۔ اور تیرا ہی حیران اور سرگشتہ ہوں میری دستگیری کر۔ ہر ایک بے سروسامان کا کوئی نہ کوئی دستگیر ہوتا ہے۔ میں تیرا بے سروسامان ہوں میری دستگیری کر۔

۲۱۲ - زخمی دل اور خستہ جگر ہو کر آنکھوں سے خون بہاتا اس ہزانگیز جانانہ (محبوب) کے پاس گیا۔ میں ابھی اطمینان سے بیٹھنے بھی نہ پایا تھا۔ کہ آسمان تیزی اور تندی سے چلایا کہ او فلاں! کب تک بیٹھے رہیگا بستر لپیٹ کر دو۔ ایام وصال چشم زدن میں ختم ہو جاتے ہیں +

۲۱۳ - کل رات میں تھا۔ اور وہ بندہ پرور محبوب تھا۔ میری طرف سے

تمام تر خوشامد تھی اور ادھر سے بے اعتنائی اور ناز و انداز۔ مدت ختم ہوگئی اور ہماری باتیں ختم نہ ہوئیں۔ رات کا کیا قصور ہماری باتیں ہی لمبی تھیں ٭

۲۱۴۔ ہر صبح تیری خدمت میں اپنے دل کی باتیں عرض کرتا ہوں۔ اور تیرے در دولت پر اپنی نیاز مندی کا اظہار کرتا ہوں اے بندہ پرور لوگوں کے احسان کے بغیر مجھ مسکین کی بگڑی بنا دے ٭

۲۱۵۔ اگر تو نصیحت پر عمل کرے (تو وہ یہ ہے) اس پنج روزہ دار فانی میں کوشش کر اور طبعی موت سے کچھ عرصہ پہلے مرجا۔ دنیا ایک بڑھیا کی سی ہے۔ اگر تو اس پنج روزہ زندگی میں اس سے مواصلت نہیں کریگا تو تیرا کیا کم ہو جائیگا۔

تشریح :۔ دنیا انسان کو طرح طرح کی نمائشوں سے فریفتہ کرتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ ایک بڑھیا ہے۔ جو دھوکے اور فریب سے مردان راہ کو سلوک راہ معرفت سے روکتی ہے۔ نصیحت کے طور پر فرماتے ہیں۔ کہ اس بڑھیا کے فریب سے بچ کر فنافی ہو جا اور اس ذریعے سے ایسی بقا حاصل کر لے جسکو فنا نہیں ٭

۲۱۶۔ میرا دل تیرے عشق و محبت کے رستے کے سوا کسی دوسرے رستے پر نہیں چلتا۔ تیری تکلیف اور تیرے درد کے سوا کسی دوسری شے کی جستجو نہیں کرتا۔ تیری محبت نے میرے دل کے صحرا کو بنجر زمین بنا دیا ہے۔ تاکہ کسی دوسرے کی محبت اس میں پیدا ہی نہ ہو۔

۲۱۷۔ اے شمع کی صورت والے (محبوب) جب سے میں نے تیرا رخ انور دیکھا ہے۔ نہ کوئی (دنیا کا کام) کرتا ہوں۔ اور نہ ہی (دینی کام) (یعنی نماز روزہ ادا کرتا ہوں) جب تیرے ساتھ ہوتا ہوں۔ تو میرا مجاز

سب نماز ہے۔ اور تیرے بغیر میری نماز میں سب کی سب مجاز ہیں +

۲۱۸۔ اے یار خدا! تمام بے کسوں کے والی! تیری بخشش کا ایک جو تمام جہان کے لئے کافی ہے۔ میں بے کس ہوں۔ اور تو بیکسوں کا مددگار ہے لہذا اے مشفقِ حقیقی مجھ بیکس کی فریاد رسی فرما +

۲۱۹۔ اے بادشاہ با خدا آدمی کی بد دعا سے ڈرتا رہ۔ سوز دل اور صبح کی آہوں سے بچتا رہ اپنے فوج و سپاہ پر مغرور نہ ہو۔ ناگہانی طوفان کی آمد سے خوف کرتا رہ۔

تشریح:۔ بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

بادشاہ کو نصیحت کے طور پر فرماتے ہیں کہ مخلوقات اللہ جل شانہ کی ودیعت ہیں۔ ان کی خوب نگہداشت کرو۔ اگر تونے یہ فرض عمدگی سے ادا نہ کیا۔ اور ظلم و ستم پر کمر باندھ لی تو یاد رکھ کہ وہ وقت دور نہیں۔ کہ گذشتہ ستمگاروں کی طرح تیری بیخ و بنیاد بھی اکھڑ جائے۔ مظلوموں کی آہیں آتش سوزاں سے بڑھ کر ہوتی ہیں۔

بیتے دور خلق آتشے برفروخت
شنیدم کہ بعد از تیمے بسوخت

(سعدی علیہ الرحمتہ)

۲۲۰۔ نوروز (موسم بہار) چلا گیا۔ اور عالم آہیں نکالنے لگا۔ بہار عمر سے ہمیں تو فقط غم ہی ملا۔ اس وقت سے بہار کے قافلے کی کچھ آواز نہ آئی۔ جب سے کہ لالے نے باغ میں گھنٹی کو اوندھا کر دیا۔

تشریح:۔ جوانی میں گو دن عیش و عشرت سے گذارتے ہیں۔ لیکن اس عالم میں بھی ہمیں محبوب حقیقی کے غم نے مغموم ہی رکھا۔ اور اس فانی بہار

سے ہم بہرہ اندوز نہ ہوئے ٭

۲۲۱۔ میرے دل میں تجھ سے پوشیدہ ایک ایسا درد ہے جس کے متعلق کچھ نہ پوچھ۔ اور میرا دل جان ایسا تنگ آیا ہے۔ کہ اس ذکر کو چھوڑ دے۔ باوجود ان تمام باتوں کے ایسی تنگدلی کی حالت میں تیری محبت نے ایسے گھر کیا ہے۔ کہ ذکر نہیں ہو سکتا ٭

۲۲۲۔ اے خالق بے مثال تیری ذات کا آئینہ تمام موجودات کی اس ہے اور تیری صفات کا آئینہ کل مخلوقات کی صفات (کی بنیاد) ہے میں تمام (ایسے) لوگوں کی نجات کا ضامن ہوں (جو تیری وحدانیت کے قائل ہیں۔ تیری ذات اور صفات کو برحق سمجھتے ہیں۔ لیکن ایسے عقائد رکھنے والوں سے بھی لغزشیں ہو جایا کرتی ہیں۔ تو ایسے) تمام لوگوں کی برائیاں میرے نامہ اعمال میں لکھ دے۔

تشریح:۔ سب مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے کہ اللہ جل شانہٗ تمام گناہ معاف فرماویگا۔ صرف کفر شرک ایسے گناہ ہیں۔ جو قطعاً نہیں بخشے جائینگے اسواسطے "شیعات ہمہ کش" فرمایا ہے۔ کیونکہ تماشیعات بحضور کرم خداوندی کے سامنے حسن و ناشاک کی حقیقت بھی نہیں رکھتے ٭

۲۲۳۔ اے کریم! مجھ مسکین کی فریاد رسی فرما۔ تیرا لطف کرم ہی مجھ بیکس کا بار کافی ہے۔ ہر ایک شخص کسی دیار (سے تعلق) پر ناز کرتا ہے لیکن میں مسکین سوائے تیرے کوئی مددگار نہیں رکھتا ٭

۲۲۴۔ اگر تو بادشاہی طالب ہے۔ تو جا اور تمام مخلوقات کی خدمت کر۔ اپنے آپ سے بیگانہ ہو جا اور سب کا دوست بن جا اگر تو چاہتا ہے۔ کہ تاج کی طرح تجھے سر پر جگہ دیں۔ تو (جا) تمام لوگوں کی امداد کر اور سب کی

خاک پائے ہو جا

تشریح:- ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد + ہر کہ خود را دید او مخدوم شد

حقیقت بیں نگاہوں سے دیکھا جائے۔ تو بادشاہ عادل اپنی تمام رعیت کی خدمت کرتا ہے۔ تو اسی خدمت ہی کے صلے میں اللہ تعالےٰ اس کے نام کو روشن کرتا ہے۔ لیکن اس رباعی میں شاہی سے قرب الٰہی مراد ہے جو خدمت خلق سے حاصل ہو سکتا ہے۔ "بیگانہ ز خویش باش" سے مراد ہے۔ کہ خودی اور غرور کو ترک کر دے۔ کیونکہ

ع ہے خودی جب تک کہ انسان میں خدا ملتا نہیں

۲۲۵ - جب تک تو اپنے سب کچھ میں آگ نہیں لگا دیگا۔ اس وقت تک تجھے حقیقی فرحت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر ہمیں ملنا چاہتا ہے۔ تو دنیا و مافیہا کو ترک کر دے۔ کیونکہ ایک دل میں دو کی محبت مناسب نہیں ہے۔

تشریح:- ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
این خیال است و محال است و جنوں

دنیا ترک کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ جنگلوں میں مارا مارا پھرے بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ دنیا کی محبت دل سے نکال دے کیونکہ

ع شرط عاشق نیست با یکدل دو دلبر داشتن

اور معرفت جبھی حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ دل غیر اللہ کی محبت سے خالی ہو کیونکہ یہ راستہ جذبات کے وسیلے سے طے ہوتا ہے۔ اور صحیح جذبہ سوائے خالص محبت کے پیدا ہونا ... ناممکن +

۲۲۶ - میدان میں (بیشک) ڈھال۔ اور تیر دان اپنے ساتھ رکھ۔ تو

غمگین نہ ہو اور (ہمارے تعلق کی بنا پر) سربلند رہے۔ زمانہ خواہ آتش بن جائے۔ یا پانی بن جائے۔ تو خوش رہ اور مسرت سے زندگی بسر کر۔
تشریح:۔ انتم الاعلون ان کنتم مومنین ترجمہ تمہیں سردار ہو۔ اگر تم مومن ہو۔ مومن کے تعلقات اگر اپنے خالق سے خوشگوار ہوں۔ تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ اسی واسطے فرمایا کہ اگر ہمارے فرمانبرداری کما حقہ کر لی تو دنیا کی تمام تر طاقتیں تیری غلامی کا دم بھرینگی +

۲۲۷۔ اے صاحب عقل جب تیری ذات منفی ہے۔ تو افعال کی نسبت اپنی جانب کرنے سے خاموش رہ ایک نہایت دلپذیر مثال سن اور ترش روئی ترک کر۔ ثبت العرش اولاً الخ

"پہلے تخت کو بنا لے اور پھر نقش کر"

تشریح:۔ تمام امر فیصل ہو کر لوح محفوظ میں ثبت ہو چکے ہیں۔ اب جو افعال انسان سے سرزد ہوتے ہیں۔ ان کو اپنی جانب منسوب کرنے میں تامل سے کام لے +

۲۲۸۔ کل رات تیرا سودا جنون کا دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔ میری آنکھوں کا دریا کل رات خون کی موجیں مار رہا تھا۔ آدھی رات کے وقت تیرے خیال کا لشکر آ پہنچا۔ وگرنہ میری روح اپنا خیمہ باہر جا گاڑتی۔

تشریح:۔ عالم فراق میں جنون نے آلیا۔ آنکھوں سے خون بہنے لگا۔ کچھ وقت یہی حالت رہی کہ نصف شب کے قریب محبوب کا تصور کیا۔ اسی تصور محبوب کی برکت سے ان کی جان بچی وگرنہ قریب تھا۔ کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے +

۲۲۹۔ میں اپنے گھر سخت رنج والم کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور گناہوں کے بوجھ کی وجہ سے سر جھکائے تھا (ناگاہ) آواز آئی۔ کہ اے درویش (غمگین نہ ہو) تو وہی کام کرتا ہے جو تیرے لائق اور ہم وہی کریں گے جو ہماری شان کے شایاں ہے۔

تشریح:۔ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا

ترجمہ نا امید نہ ہو۔ اللہ جل شانہٗ سب گناہ بخش دیگا۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل جناب محمد مصطفےٰ کی تصدیق کرنے والے کی تمام لغزشیں معاف کی جائینگی اور بالآخر وہ کامیاب ہوگا۔

۲۳۰۔ میں نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے کھلیان کی آگ لگادی ہے اب دشمن کا شکوہ شکایت کسطرح کروں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں خود اپنا دشمن ہوں۔ مجھے اپنی حالت پر اور اپنے دست و دامن پر افسوس آتا ہے۔

ع یا خود از بد کردہ ام بد کردہ ام
باکہ نالم چوں گناہ خود کردہ ام

۲۳۱۔ بخدا ہمیشہ سے مجھے جسم اور عرض کے خالق سے یہی آرزو ہے کہ اس لطیف جسم کو ناز کے خلوتکدہ میں ہمیشہ تکالیف و امراض سے فارغ دیکھوں۔

تشریح:۔ جسم ۔ قائم بالذات ۔
عرض ۔ قائم بالغیر ۔
خالق جسم و عرض ۔ خداوند تعالےٰ۔

جسم لطیف سے مراد محبوب ہے

۲۳۲۔ اے مخاطب تو نے ایں و آں کے حروف پر خط تنسیخ نہیں کھینچا۔

دوئی کا خیال ہی بعد کی بین دلیل ہے۔ تمام مخلوقات میں بلاشک وشبہ
ایک ہی حقیقت سمجھ اور ایک ہی ذات کو موجود دیکھ۔
تشریح :۔ تمام موجودات تجلیات آلہی کا آئینہ ہے۔ اور صاحب نظر
ہر ایک چیز میں تجلی ایزدی کو عیاں پاتا ہے۔ صاحب معرفت ہر ایک چیز
کو عدم تصور کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اپنے وجود کو بھی معدوم تصور کرتا ہے۔ اور
ذات خداوندی میں محو پاتے ہیں۔ ایسی حالت کے متعلق فرماتے ہیں۔
کہ انسان اپنے آپ کو ذات خداوندی میں ایسا محو پائے۔ کہ اپنی ہستی
کا خیال تک نہ آئے کیونکہ دوئی کا خیال ہی بعد کی دلیل ہے ؂
۳۳ ۔ تو دیدہ دانستہ حجابات پر قانع ہو گیا ہے۔ اغراض کے پیدا
کرنے کا ارادہ اصلی مقصد کے حصول سے مانع ہے۔ جب تک کسی
کے آگے پردے نہ اٹھ جائیں۔ اسوقت تک انوار حقیقت مطلع سے
ظاہر نہیں ہوتے۔
تشریح :۔ ہر ذی عقل کو معلوم ہے۔ کہ راہ حقیقت میں شہوات واغراض
نفسانی مانع ہیں۔ باوجود اس کے اگر مقصد حقیقی یعنی معرفت آلہی پر کس
چیز کو ترجیح دے تو کتنی نادانی ہے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم ؂
۳۴ ۔ میرے دل کے طور پر (ایک باجے کا نام ہے) عشق نے ایک زمزمہ
بجایا۔ اسی زمزمے کی تاثیر سے میں سرتاپا عشق ہو گیا۔ بخدا میں قرنوں
تک بھی (اگر زندہ رہوں تو) عشق کی ایک ساعت کی حق گزاری سے
عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔
تشریح :۔ جو منازل ریاضت سے سالہا سال میں طے ہوتی ہیں۔ وہ توجہ
مرشد کامل سے چند لمحوں میں طے ہو جاتی ہیں۔ عشق سے مراد ہادی طریقت۔

اور ہادی طریقت کا بہت بڑا احسان ہے۔ کہ بہت ہی قلیل وقت میں انہوں نے فنافی الشیخ کے مرتبے میں پہنچا دیا +

۲۳۵ - وقت کب آئیگا۔ کہ میری ہستی کا لباس پھٹ جائیگا۔ اور ذات خداوندی کا جمال روشن ہوگا۔ دل اس کے نور کے جلال میں فنا ہوگا۔ اور جان اس کے شوق کے غلبے میں مستغرق ہو گی۔ تمنائے وصال محبوب حقیقی میں نہایت اشتیاق سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ وقت کب ہو۔ کہ ہماری ہستی ہستی مطلق میں فنا ہو جائیگی۔ اور ہماری اس وجود کی آڑ درمیان سے اٹھ جائیگی اور بی یسمع وبی یبصر کا مصداق بن جاوینگے +

۲۳۶ - ہمارا طرز طریق تمامتر عشق ہی ہے۔ بستر بھی عشق اور تکیہ بھی عشق ہے۔ سبحان اللہ کیا کہنا ہے۔ ایسے چہرے کا جو سراسر حسن ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک دل اور اس قدر عشق۔

تشریح :- یعنی ہماری رگ وپے میں عشق سما چکا ہے۔ اور ایسے رخ زیبا پر مفتون ہونا ایک بدیہی امر تھا۔ لیکن اب دل کے قائم رہنے کی اُمید نہیں۔ کہ اتنے عشق کو وہ نہیں اٹھا سکیگا +

۲۳۷ - عشق کی بے نیازی کا دامن مٹی بھر مٹی کی نیاز کی آلودگی سے بالکل پاک ہے۔ جب جلوہ گر اور دیکھنے والا خود ہی (محبوب حقیقی) ہے تو اگر ما وشما درمیان میں نہیں رہینگے تو کیا جرم ہے۔

عشق ایک روحانی اور علوی چیز ہے۔ اسکا حصول موہبت الٰہی پر مبنی ہے۔ انسان خاکی اس کا محتاج ہے۔ عشق کا دامن احتیاج کی گرد سے بالکل صاف ہے۔

حدیث کنت کنزاً مخفیا الخ کے ماتحت تمام مخلوقات اس کی صفات

کا آئینہ ہیں جس میں وہ ذات اقدس اپنے رُخ زیبا کا مشاہدہ فرماتی ہے
اس مضمون کو اکثر مقامات پر واضح کیا گیا ہے +

۲۳۸ - اے بار خدا! تیرے دروازے پر تمام مخلوقات قطرۂ آب کیلئے غمناک ہے - بادل کے سقے کو حکم دے - کہ اس مٹھی بھر مٹی کو سیراب کرے +

۲۳۹ - خداوند کریم جو مالک الملک ہے - تمام جہان میں اس کے سوا کوئی دوسرا مالک نہیں ہے - ہمیں ایک دوسرے سے ملائیگا - بے شک وہ اس بات پر قادر ہے +

۲۴۰ - اے مالک حقیقی! میری حاجت تجھ ہی سے ہے - اور میری روح تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے - تیرے غیر سے مُنہ موڑکر تیری طرف متوجہ ہوا ہوں - میرے پاس کوئی عمل صالح نہیں جس پر بھروسہ کروں تیرے ہی پاس امیدوار ہو کر آیا ہوں - اور تجھ ہی پر بھروسہ کیا ہے +

۲۴۱ - وہ ہاتھ جو ناز سے تیری زلفوں کو پکڑتا تھا - اور وہ آنکھ جو تجھے دیکھ کر اپنے دل کا زنگ دور کرتی تھی - آج اسی آنکھ نے تیری جدائی میں میرے چہرے کو خون سے لتھڑ دیا ہے - اور اسی ہاتھ نے تیرے فراق میں میرے سینے پر پتھر مارے ہیں +

۲۴۲ - میں اپنے چہرے پر مسلمانی کی کوئی علامت نہیں دیکھتا فرنگیوں کا کتا بھی مجھ سے اچھا ہے - میں وہ روسیہ ہوں - کہ میری موجودگی سے دوزخ بھی عار کرے گی اور اہل دوزخ شرمندہ ہونگے -

ف :- میں ایسا گناہگار ہوں - کہ دوزخ بھی خوشی سے مجھے قبول نہیں کرے گی +

۲۴۳- جب تک میں شیر تھا چیتوں کا شکار کیا کرتا تھا۔ اور جس کا بھی میں نے قصد کیا کامیاب ہوا۔ لیکن جب سے میں نے تیرے عشق کو اپنے میں جگہ دی۔ ایک لنگڑی لومڑی نے مجھے جنگل سے نکال باہر کیا +

۲۴۴- سرخ گل لالہ دشت خاوراں میں سرمست ہے۔ جیسے ہر سال دماہ میں عشاق کے آنسوؤں کے قطرات ہوتے ہیں۔ لیکن جب جس دوست نے پردہ سے اپنا جمال ظاہر کیا۔ تو میری صورت حال کی طرح اس کی صورت حال ہو گئی۔

تشریح :- سرخی لالہ کی تشبیہ عشاق کے خونیں آنسوؤں سے دی ہے۔ گل لالہ کا حسن باغ میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن جب محبوب حقیقی نے اپنا جمال دکھایا۔ تو لالہ اپنی تمام سرمستی چھوڑکر جمال رخ دوست کا شیدا ہوگیا۔

اس تمثیل میں لالہ سے مراد ہر خوبصورت چیز جو صفحۂ دہر پہ موجود ہے +

۲۴۵- باغ میں میں کہاں جاؤں۔ کہ بلبل آہ و فغاں میں سرگرم ہے۔ اور تیرے بغیر سرو اور سنبل کی نمائش کو کیا کروں۔ یا یہ بات ہوتی۔ کہ سرو تیرے قد جیسا ہوتا۔ اور گل کی شکل تیرے جیسی ہوتی +

تشریح :- سرو بیشک خوش قامت سہی۔ لیکن قد یار سے اسے کیا نسبت علی ہذا القیاس پھول خوبرو سہی لیکن تیرے چہرے سے اسے کیا نسبت لہٰذا باغ میں میں کیسے جاؤں +

۲۴۶- اے محبوب چہار دہ سالہ کہ حسن و جمال میں بکمال خوبی ماہ چہار دہم کی طرح ہے۔ خدا کرے تیرے حسن و جمال کو آسیب زوال نہ پہنچے۔ اور

تو چودہ ہی برس کی عمر میں سو سال رہے ✦

۲۴۷۔ اے مخاطب! تیرا عہد زندگی دوستوں کے عہد کی طرح ناپائیدار ہے۔ تیرے اس عہد سے کینہ پیدا ہوتا ہے۔ اور تیری صحبت سے ذلت پیدا ہوتی ہے۔

اے مخاطب! تو شمع کی طرح ایک رات کے لیے ہے۔ اور پھول کی طرح ایک روزہ ہے۔ شور و شر تو بہت ہے۔ لیکن ڈھول کی طرح اندر سے خالی ہے۔

تشریح:۔ انسان کی ناپائیدار زندگی کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ کہ زندگی کتنی ناپائیدار ہے۔ اور آہ و غوغا بہت زیادہ ✦

۲۴۸۔ اگر غم کے ساتھ دل موافقت کرے۔ تو وہ آرزو کے گھوڑے پر سوار ہو کر آتا ہے۔ اگر دل نہ ہو تو عشق اپنا وطن کہاں بنائے۔ اور اگر عشق نہ ہو تو دل کس کام کا۔

۲۴۹۔ اپنی خودی کے ہوتے تیرے وصل کا دروازہ کھلنا مشکل ہے۔ اور دل کو فراغت سے آزمانا (ہجر کی حالت میں رہنا) بھی مشکل ہے ایک عجیب مشکل میں پھنسے ہیں۔ تیرا وصال (حاصل کرنا) بھی مشکل ہے۔ اور ہجر کی حالت میں بسر کرنا بھی مشکل ہے ✦

تشریح:۔ خودی ترک کرنے سے وصال کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ اور خودی کا چھوڑنا ایک سخت مشکل امر ہے۔ نیز فراق بھی ایک جان فرسا مرض ہے۔ یہ بھی سخت ناگوار ہے۔ اب یہ دونوں حالتیں دشوار ہیں ✦

۲۵۰۔ ہر وہ امر جو قبیل خیر اور کمال میں شمار ہوتا ہے۔ وہ تو خدائے برتر کی صفات میں سے ہے۔ اور جو بات کہ شر اور نقصان میں شمار ہوتی ہے۔

وہ انجام کی قابلیتوں کے سبب سے ہے۔
تشریح:۔ یعنی تمام امور خیر خدائے برتر کی مہربانی شفقت سے متعلق ہیں۔ اور جو بات بھی شر میں داخل ہے۔ وہ ہمارے نفوس کی قابلیت کے قصور کے باعث سے ہے۔

۲۵۱۔ لما دل جس جگہ بھی وجود واحد مطلق موجود ہے۔ تو خوب سمجھ لے۔ کہ وہاں محض خیر ہے۔ (کیونکہ) ہر شر عدم سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور عدم وجود کی ضد ہے۔ پس اے دل شر تمامتر غیر کے مقتضیٰ سے ہے۔
تشریح:۔ وجود سے مراد ذات الٰہی ہے۔ اور غیر سے مراد شیطان ہے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے محض خیر ہی پہنچتی ہے۔ اور شر نفس شیطان کی طرف سے ہے۔

۲۵۲۔ تیرے شیدا کی منزل روح مقدس ہے۔ اور تیرے عشق کے جنون کا محل عقل کل (جبرئیل علیہ السلام) ہے۔ دل جو معرفت کے جہان کا سیاح ہے۔ تیرے غم کے سمندر میں کیچڑ میں پھنسا ہوا حیرانی کے عالم میں ہے۔
تشریح:۔ دست بسر داشتن یعنی سخت غم و غصہ کے سبب حیرانی لاحق ہو تو انسان ہاتھ سر پر رکھ لیتا ہے۔ دل کے حالات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ باوجودیکہ دل جہان معرفت کا سیاح ہے۔ اور سرد و گرم روزگار چشیدہ ہے۔ لیکن تیرے غم کی وجہ سے سخت بیحال ہے۔

۲۵۳۔ کسی نے اس بے وفا (محبوب) کا مقام دریافت کیا۔ میں نے جواب دیا کہ اس کی منزل میرا دل ہی تو ہے۔ کہنے لگا۔ کہ تیرا دل کہاں ہے (تاکہ اس میں معشوق کو دیکھ لیں) میں نے کہا کہ اس کے پاس۔ پھر اس نے کہا۔ کہ وہ کہاں ہے؟ میں نے جواب دیا کہ دل میں۔

۲۵۴۔ اگرچہ میں کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ لیکن میں سب سے زیادہ تکلیف میں ہوں۔ میں نے جس سے بھی سب سے زیادہ وفا کی اور (اُس کی جفاؤں پر) صبر کیا۔ خدا کی شان اسی کی نظروں میں زیادہ ذلیل ہوں۔
۲۵۵۔ اگر میں تضرع و زاری سے ہاتھ دعا کیلئے اٹھاؤں۔ تو پہاڑوں کو بھی بیخ و بن سے اکھیڑ دوں۔ لیکن اللہ جل شانہٗ کی مہربانی سے فاصبر صبراً جمیلاً آیۃ (صبر کر صبر جمیل) مجھے خوب یاد ہے۔
تشریح :۔ قرآن مجید کی آیۃ ہے۔ کہ فاصبر صبراً جمیلاً ایسا صبر کیجئے جس میں اضطراب کا اثر تک نہ ہو۔
۲۵۶۔ میں دقیانوس کے خزانے کی طرح ظاہر اور پوشیدہ ہوں۔ فانوس کی شمع کی طرح ظاہر اور پوشیدہ ہوں مختصر یہ کہ اس باغ دنیا میں بید مجنوں کی طرح بڑھ رہا ہوں۔ لیکن ترقی معکوس کر رہا ہوں۔
۲۵۷۔ میں اس (محبوب) کی بے مہربانی سے خوب واقف ہوں مجھے معلوم ہے۔ کہ وہ بے درد ہے اور ستمگار ہے۔ اس بدخو کی عادت سوائے جور و جفا کے اور کچھ نہیں۔ میں اپنے یار کا طرز و طریق خوب جانتا ہوں۔
۲۵۸۔ نہ مجھے باغ دبستان اور چمن کی خواہش ہے۔ نہ سرو کی خواہش رکھتا ہوں اور نہ پھول اور چنبیلی کی۔ میں تو خدائے کریم سے ایک ایسا گوشہ (تنہائی) مانگتا ہوں۔ کہ اس میں مَیں ہوں۔ اور وہ جس کی مجھے خواہش ہے (معشوق)۔
۲۵۹۔ مجھے بخار آیا۔ اور میں نے اسے آگ۔ پانی سے دفع کر دیا۔ کچھ مدت تک تو تعویذوں اور قرآن کی برکات سے روکا پھر میں نے اسے ایک مرتبہ پسینے میں غرق کر دیا۔ تو گویا وہ لشکر فرعون تھا جس کو میں نے پانی میں غرق کر دیا

تشریح :۔ فرعون مصر کا بادشاہ خدائی دعوے کرتا تھا۔ موسےٰ علیہ السلام اس کی ہدایت پر متعین ہوئے۔ اس کی سرکشی بڑھ گئی۔ تو اللہ کے کلمہ سے دریا میں غرق ہوگیا۔ یہ واقعہ مفصلاً قرآن پاک میں مندرج ہے +

۲۶۰۔ کل رات جبکہ میں یار کی گلی میں پھر رہا تھا۔ کیا تجھے معلوم ہے۔ کہ میں کسواسطے پھر رہا تھا؟ میں اسکی وعدہ خلافی پر قربان ہو رہا تھا۔ اور انتظار کی حالت میں سرگرداں تھا +

۲۶۱۔ ہم شراب و مستی کے باوجود متقی بننے کا خیال بھی رکھتے ہیں۔ دنیا کے طالب بھی ہیں۔ اور عافیت کا بھی خیال ہے۔ دین اور دنیا ہر دو کیسے مہیا ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے پاس نہ دین ہے۔ اور نہ دنیا +

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

۲۶۲۔ محبوب کی دونوں آنکھوں کے درمیان نون (ابروئے خمیدہ) سے میم (دہن تنگ) تک تو چاندی کے ورق پر ایک الف لکھا ہوا دیکھیگا ۔ نہیں نہیں۔ میں نے غلط کہا۔ بات یہ ہے۔ کہ کمال اعجاز سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انگشت مبارک نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں ؛

تشریح :۔ محبوب کا چہرہ گویا چاند کا ایک ورق ہے۔ اور اس پر نون اور میم کے درمیان ایک الف لکھا ہوا ہے۔ یا وہ ماہ کامل ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک سے اُسے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں۔

معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے اور انگشت نبیؐ سے مراد بینی محبوب ہے جو چہرے کے وسط میں بصورت انگشت ہے +

۲۶۳۔ ایک دن میں گلاب کے لیے پھر رہا تھا۔ ببول کی پنکھڑیاں مرجھائی ہوئی میں نے آگ میں دیکھیں۔ میں نے کہا تو نے کیا کیا ہے کہ تجھے جلا رہے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں ایک ساعت اس باغ میں نہیں تھا۔

۲۶۴۔ جب سے آپ اس دیار سے تشریف لے گئے ہیں۔ دل پر آپ کے شوق کی تحریر نقش کیئے ہوں۔ اسی غم و غصہ نے مجھے سخت بے حال کیا ہے۔ کہ (چلتی دفعہ) تیرے دیدار کی دولت سے محروم رہا۔

۲۶۵۔ جس وقت سے کہ میں محنت اور فریاد میں مصروف ہوں۔ ہر وقت فراق کی وجہ سے جان بلب ہوں۔ میں آپ کے در دولت سے اسواسطے محروم ہوں۔ کہ اپنے آنسوؤں کے طوفان کی وجہ سے گذر نہیں سکتا۔

تشریح:۔ درد فراق کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں آنسوؤں کی کثرت نے طوفان کی صورت اختیار کر لی ہے۔ یہی طوفان آپ کے راستے میں حائل ہے۔

۲۶۶۔ مدت تک میں حرص میں تاک جھانک کرتا رہا۔ اور ہر کام میں خون جگر پیتا رہا۔ جس کام میں بھی میں نے ہاتھ ڈالا غمگین رہا۔ اب جبکہ میں نے سب چیزوں سے ہاتھ اٹھایا ہے آسودہ ہوں۔

۲۶۷۔ تیری یاد کے ساتھ اشکبار آنکھیں لیکر آرہا ہوں۔ اور شوق کے شراب سے مست ہوکر آرہا ہوں۔ جب فراق کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ تو میں بھی آپ کی خدمت میں سر کے بل آرہا ہوں۔

۲۶۸۔ اگر میں سفر میں ہوتا ہوں۔ تو اللہ ہی میرا رفیق سفر ہوتا ہے۔ اور اگر گھر میں ہوتا ہوں جب بھی تو ہی میرا مونس خانہ ہوتا ہے۔ الغرض میں

جہاں بھی بیٹھتا ہوں۔ اور جہاں کہیں بھی جاتا ہوں۔ تیرے سوا میری کوئی دوسری امید نہیں ہوتی۔ ہر وقت اور ہر جگہ ذکر الٰہی میں مشغول ہوں ॥

۲۶۹۔ زمانے کے بادشاہ کی بارگاہ میں ہم ہیں اور وجود کے دائرے کے بادشاہ ہم ہیں۔ ہمارا سینہ منظور خلائق ہے۔ تو بس ہم ہی مخلوق کیلئے جام جہاں نما ہیں۔

تشریح:۔ جام جہاں نما۔ جمشید کا ایک پیالہ تھا مشہور ہے۔ کہ اس پیالے کے دو حصے تھے۔ ایک حصے میں سے زمانہ گذشتہ کے حالات معلوم ہو جایا کرتے تھے۔ اور ایک میں سے زمانہ آئندہ کے حالات معلوم ہو جاتے تھے۔

کتاب میں در دائرہ وجود لکھا ہوا ہے۔ دائرہ وجود یعنی ۔ درحقیقت قلب انسانی ہی جام جہاں نما ہے۔ اسی پر انوار الٰہی کی تجلی پڑتی ہے۔ اور اس ہی کے تصفیے سے انسان اپنے نقطہ اول یعنی حقیقت مافوق الادراک میں پہنچ جاتا ہے۔

۲۷۰۔ کل باد صبا ایک "تازہ پھول باغ سے لے آئی۔ وہ تو ایک چاندی کا ورق تھا۔ جس کی سیاہ تحریر کریم کے خلق سے معطر تھی۔

۲۷۱۔ نہیں اپنے کام کے بگڑنے سے ڈرتا ہوں۔ اور نہ ہی اپنی امیدوں کی کمی سے خوف رکھتا ہوں۔ گناہ تو معدوم ہو جانے والے ہیں۔ اور بخشش الٰہی موجود ہے۔ اگر کوئی ڈر ہے۔ تو وہ روز ازل ہی کا ڈر ہے۔ کہ پہلے کیا لکھا جا چکا ہے؛

روز ازل میں سب آدمیوں کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ فلاں سعید ہے۔ اور فلاں شقی ہے۔ اگر تو فضل خدا سے سعید ہیں۔ پھر تو کوئی خطرہ نہیں۔

اگر خدانخواستہ شقی ہیں تو پھر کسی صورت میں بھی رہائی نہیں ہو سکتی۔ اسی بات کا ڈر ہے۔ کہ کہیں خدانخواستہ روز ازل میں شقی نہ لکھے گئے ہوں۔

۲۷۲۔ میں ایسا خوش قسمت نہیں ہوں۔ کہ تجھے اپنی خواہش کے مطابق دیکھ لوں۔ یا کسی راستے ہی میں بخیریت تجھے دیکھ لوں۔ تیرا وصال کسی طرح بھی میسر نہیں ہو سکتا۔ (اب ایک تدبیر سوجھی ہے وہ یہ کہ) تیرا نام لکھتا ہوں اور اسے دیکھتا رہتا ہوں +

۲۷۳۔ میری وہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ جب تک آپ کو میرے سامنے نہ بٹھائیں۔ مجھے دیکھ نہیں سکتے۔ جسطرح ذرہ خورشید کے ساتھ مل جاتا ہے۔ (اسی طرح میرا حال ہے۔ کہ تیرے ساتھ پیوست ہوں۔ تیری موجودگی میں میرا نشان مل جاتا ہے۔ وگرنہ معدوم ہوں) تو گویا تو خورشید ہے۔ اور میں ذرہ ہوں +

۲۷۴۔ تیری چشم کے بغیر میں تر و تازہ نرگس کو یاد نہیں کرتا۔ اور تیرے (لب) لعل کے بغیر چشمہ کوثر کی آرزو نہیں رکھتا۔ اگر تیرے بغیر حضرت خضر علیہ السلام مجھے آب حیات دیں۔ تو اگر میں اس سے لب تر بھی کروں تو کافر ہوں +

۲۷۵۔ ہم بندگی کا قبلہ انہیں ڈو رخساروں کو سمجھتا ہوں۔ اور معطر زلف کے خیال کو ایمان سمجھتا ہوں۔ باوجود اس کے محبوب ہمارے ساتھ بگڑا ہوا ہے۔ ہم اپنے نصیبے کو اچھی طرح سمجھتے ہیں +

۲۷۶۔ جان اور تن کی آمیزش سے تو ہی مقصود ہے۔ اور مرنے اور جینے سے بھی تو ہی مقصود ہے۔ تو ہمیشہ سلامت رہے۔ کہ میں درمیان سے اٹھ گیا ہوں۔ اگر میں کبھی من بھی کہتا ہوں۔ تو مقصود تو (ذات محبوب) ہوتا ہے۔

تشریح :۔ فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوگیا۔ اب زندگی ہو۔ موت ہو سب برابر ہے ۔ میں سے مراد بھی تو ہی ہوتی ہے ۔

۲۷۷۔ (میں محض تیرے درد ہی کی تمنا میں رہتا ہوں) تیرے درد کے سوا کسی علاج معالجے کی فکر نہیں کرتا ہوں (صرف تیری زلف ہی کی خواہش ہے) تیری زلف کے بغیر ایمان کی تمنا نہیں کرتا ہوں۔ اے محبوب اگر تو جان مانگے زہے خسمت! محبوب کے واسطے جان کی فکر نہیں کرتا ہوں۔

تشریح :۔ یعنی محض درد ہی درکار ہے۔ اس درد کے ہوتے ہوئے دوا کی خواہش ہرگز نہ کرونگا۔ اور محبوب کی زلف سیاہ کی موجودگی ایمان کی آرزو نہ کرونگا۔ زلف کو سیاہی میں کفر سے تشبیہ دیا کرتے ہیں۔

۲۷۸۔ میرے تمام بے علاج دردوں میں سے اور تمام غیر واضح داغوں کے سوز میں سے سب سے زیادہ جلانے والی بات یہ ہے۔ کہ تو آنکھ کی پتلی کی طرح میری آنکھوں میں ہے۔ اور میں تجھے دیکھ نہیں سکتا +

۲۷۹۔ میں شمع ہوں۔ کہ پردہ میں پوشیدہ طور پر روتا ہوں ہنستا ہوں اور ہر وقت روتا ہوں جب کوئی شخص میرے رونے پر آگاہ نہیں ہے۔ تو میں خوشی خوشی اندر ہی اندر روتا ہوں ۔

تشریح :۔ شمع بظاہر روشن ہوتی ہے۔ اور ہنستی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں نظر دیکھ رہی ہوتی ہیں۔ کہ ہنسی ہی کے عالم میں اپنا دامن انسوؤں سے بھی لبریز کئے ہوئے ہے ۔

۲۸۰۔ میں کب تک ایمان پر فدا ہوتا رہونگا۔ اب وقت ہے۔ کہ اپنے کئے پر پشیماں ہوجاؤں میری مٹی بگڑ چکی ہے۔ اور پانی کے بدلے انسو بہنے دگونا ہی گئی ہے۔ میں کفر کی اس حد تک پہنچ گیا ہوں۔ کہ مسلمان ہو ہی

نہیں سکتا ۔

۲۸۱ - ہر چند کہ وصل سے ہمارا دل خوش ہوتا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے ۔ کہ آپ کا دل اس سے پریشان ہوتا ہے۔ اب آپ خوش ہوں۔ کیونکہ ہم ہجر کے عادی ہوگئے ہیں (ایسا کرنے سے) تیرے واسطے آسانی پیدا کردی ہے لیکن ہمارے لئے یہ بہت ہی مشکل ہے ۔

۲۸۲ - خوشی اور غمی میں تجھے ہی یاد کرتا ہوں۔ اُٹھتے بیٹھتے تیرا نام لیتا ہوں اے دوست! تیرے عشق کا ایسا عادی ہوگیا ہوں۔ کہ جس چیز کو بھی دیکھتا ہوں۔ اُس میں تو نظر آتا ہے ۔

تجلی تیری ذات کا سو بسو ہے
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

۲۸۳ - کبھی کبھی ہم عشق سے بیگانہ ہوجاتے ہیں ۔ اور عبادت خانہ کی عافیت کو پسند کرتے ہیں ۔ اچانک کوئی مہری رخ سامنے سے گذر جاتا ہے۔ اس بات سے ہٹ کر (وہ عہد توڑ کر) پھر دیوانہ ہوجاتے ہیں ۔

۲۸۴ - میکدوں میں تلچھٹ پینے والے ہم ہیں۔ اور بدنامیوں کے نام اور نشان ہم ہیں۔ جن برے لوگوں کو تو دیکھ رہا ہے۔ جب تو غور سے دیکھیگا تو ہم ان سے زیادہ بدتر ہیں ۔

کہ دانم عیب چوں من ندانی

۲۸۵ - میں محبوب کی تلاش میں پروانے کی طرح ہوگیا ۔ پہلا ہی قدم (عشق میں) اٹھایا تو اپنے آپ سے بے خبر ہوگیا ۔ علم کو وہ (محبوب) نہیں سنتا چاہتا تھا ۔ میں خاموش ہوگیا ۔ وہ عقل کا خریدار نہیں تھا ۔ میں دیوانہ ہوگیا ۔

۲۷۶ - تیرا غم میں اپنے غمگین دل سے چھپاتا ہوں ۔ اور تیرا نام زید و عمر کی زبان سے چھپاتا ہوں (ان کو نہیں بتاتا تاکہ وہ کسی دوسرے کو نہ بتا دیں) میں رو رہا ہوں ۔ لیکن زبان پر قفل لگائے ہوئے ہوں ۔ میں رو رہا ہوں ۔ لیکن اپنی آستین میں خون چھپائے ہوئے ہوں ۔

۲۷۷ - میں غمگین تو ہوں ۔ لیکن تیرے دروازے سے غمگینی کی حالت میں نہیں جاؤنگا (یہاں تمام غم دور ہو جائینگے) خوش و خرم اور امیدوار ہونے کے سوا نہیں جاؤنگا ۔

ترجمہ ایسے سخی کے دربار سے کبھی بھی کوئی شخص ناامید ہو کر نہیں گیا ۔ اور میں بھی (ناامید ہو کر) نہیں جاؤنگا ۔

دوست ترا کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری (سعدیؒ)

۲۷۸ - میرا جانی دوست مجھ سے منقطع ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میری دانائی کا لباس پھٹ چکا ہوا ہے (اب) مجنوں میرے دل کو نصیحت کرنے کے لیئے آیا ہے ۔ ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ میری دیوانگی کس حد تک پہنچ چکی ہے ۔

۲۷۹ - اے میرے محبوب میں تیری محبت کی وجہ سے آتش میں ہوں ۔ جلتا ہوں ۔ صبر کرتا ہوں اور اُف بھی نہیں کرتا ۔ جب تک میں تیری گردن میں ہاتھ حمائل نہیں کرتا ۔ (اس وقت تک) انار کے دانے کی طرح خون میں لتھڑا ہوا رہتا ہوں ۔

مصرعہ اوّل نار بمعنی آتش ۔ م ضمیر واحد متکلم ۔ مصرعہ دوم و سوم نارم ۔ نیارم بمعنی نہیں لاتا ہوں ۔ مصرعہ چہارم نار بمعنی انار ۔ م ضمیر واحد متکلم ۔

۲۹۰۔ ہم نے ہستی کا فرش لپیٹ دیا ہے۔ اور خودی کے عیب سے پاک ہوکر خدا پرستی کرتے ہیں۔ ہم کو شراب وصل متصل پلائے جا رہے تھے۔ لیکن ہمیں اپنی عالت پر افسوس ہے۔ کہ جلد ہی مست ہوگئے۔ اگر مدہوش نہ ہو جاتے تو وہ اور شراب بھی پلاتے لیکن کاش کہ ہم مست و مدہوش ہو گئے۔ اور یہ دولت منقطع ہو گئی +

۲۹۱۔ جسطرح میں ہوں اگر لوگ مجھے دیکھ لیں (میری حقیقت پر آگاہ ہو جائیں) تو کتے کی طرح مجھے ہر دروازے پر دھتکاریں۔ اور اگر میری اندرونی بیرونی حالت کا بغور مطالعہ کریں۔ تو میں تو اس بات کا سزا دار ہوں۔ کہ مجھے جلا دیں +

۲۹۲۔ اے کریم میں اپنے گناہوں کی وجہ سے شرمندہ ہوں۔ اور اپنی بدکرداری اور بدگفتاری پر شرمسار ہوں۔ عالم ترس سے کے فیض سے میرے دل کو مستفیض فرما۔ تاکہ خیالات باطل دل سے محو ہو جائیں +

۲۹۳۔ کسی کو تکلیف دینا ہرگز میرا مقصود نہیں ہے۔ کبھی مجھ سے کسی کا دل رنجیدہ نہیں ہوا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ میرے عیب دیکھنے والی آنکھ اندھی ہے (یعنی کسی کے عیب نظر نہیں آتے) اور میں اس بات پر خوش ہوں کہ میں حاسد نہیں ہوں محسود ہوں +

۲۹۴۔ رقیب کے خوف سے تیری گلی کا طواف نہیں کرتا ہوں۔ اور لوگوں کے طعن کے ڈر سے تیرا ذکر بھی نہیں کرتا (یا تجھ سے بات نہیں کرتا) منہ بند رکھتا ہوں۔ اور پاؤں توڑ کر بیٹھ گیا ہوں۔ لیکن مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ تیری آرزو بھی نہ کروں +

۲۹۵۔ ہم تیری گدڑی پہننے والوں کے حلقے میں ہیں۔

۲۹۶۔ اگرچہ بظاہر میں سے دُور پڑا ہوں۔ لیکن یہ خیال بالکل نہ کیجیئو کہ آپ

میری یاد سے محو ہو گئے ہیں۔ تیری وفا کی گلی میں اگر میں مٹی بھی ہو جاؤں۔ تو ہوا بھی یہ جرأت نہیں کرے گی کہ مجھے وہاں سے اٹھا لے جائے۔

۲۹۷۔ زمانے کی ضروریات میں سے ہمارے پاس ایک جو بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی خوش ہیں جب عالم غیب سے ہمیں پکی پکائی ملتی ہے۔ تو ہم کسی سے طمع خام نہیں رکھتے۔

۲۹۸۔ جب نہیں تھا۔ تو بید کی لکڑی لایا ہوں (عمدہ چیز مہیا نہ ہوتے پر معمولی چیز لے آیا ہوں) کالا منہ اور سفید بال لیکر آیا ہوں۔ تو نے خود ہی فرمایا کہ ناامید ہونا کفر ہے تیری بات پر عمل کرتے ہوئے امید لایا ہوں۔ لا تقنطوا من رحمتہ اللہ۔

۲۹۹۔ اگر تو سر سے پاؤں تک میرے ٹکڑے ٹکڑے بھی کردے (تو کچھ پروا نہیں) کیونکہ میں تو محض تیرے عشق کی مہربانی سے عدم سے وجود میں آیا ہوں۔ میں ایسی جان رکھتا ہوں۔ کہ جس پر تیرے عشق کی تحریر ہے۔ (یعنی تیرے عشق کے نام بیع شدہ ہے۔ تو ایسی حالت میں تیری مرضی) خواہ اسے خوشی سے مار خواہ غمی سے۔

۳۰۰۔ تیرے چہرے کے بغیر ٹھیرنے کا ارادہ نہیں کرونگا۔ اور کسی شخص کو تیری محبت میں ملامت نہیں کرونگا۔ تیرے وصل کی تلاش میں دھیرونگا اور کہیں بھی نہ ٹھیرونگا) اور تیرے عشق سے قیامت تک توبہ نہ کرونگا۔

۳۰۱۔ ہم سوائے تیرے عشق کے غم کے کسی دوسرے کیواسطے دل کا دروازہ نہیں کھولینگے۔ جب تک سر ہے تیرے غم کی بازی پر لگائے رکھیں گے۔ اگر تو ہم بے سروسامانوں کی طرف متوجہ ہوئے تو ہم اپنا سر تیرے قدموں پر نچھاور کردینگے۔

اگر بجائے در نفرازیم سر تفرازیم ہو تو اس صورت میں یہ معنی ہونگے۔ کہ ہم تیرے غم عشق کے بغیر باعزت (ہرگز) نہ ہونگے +

۴۰۳ - تیری گلی میں میں اپنا سر خنجر کی نوک پر رکھ دونگا۔ اور مہر جان کی طرح تیرا عشق سینے میں رکھونگا۔ اگر تیرا عشق دل سے نکال دوں تو مجھے نامرد سمجھنا۔ اور اگر تیرا خیال سر سے نکال دوں تو مجھے کافر جاننا +

۴۰۳ - میں تیرے عشق اور تیرے درد عشق کے قابل نہیں ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ تیرے عشق کے مقابلے میں میں مرد میدان نہیں ہوں۔ جب تیرے عشق کی آگ بھڑک اٹھیگی۔ تو مجھے اچھیطرح معلوم ہے کہ میں تیرے عشق (کی برداشت) کے قابل نہیں ہوں +

۴۰۴ - تیرے عشق کو زیادہ غیر سے پوشیدہ کیسے کروں۔ جو درد حد سے بڑھ گیا۔ اس کا علاج کیسے کروں۔ میری خواہش ہوتی ہے۔ کہ میرا دل کسی اور طرف متوجہ ہو جائے۔ میں تو چاہتا ہوں۔ لیکن دل نہیں چاہتا۔ بس کیا کروں۔

۴۰۵ - میں خداوند کریم سے جنت النعیم کی خواہش کرتا ہوں۔ زاہد تو اپنے نیک اعمال کے عوض میں اور میں ایک بہت بڑی امید پر ہے (تو اس کی اور میری مثال یہ ہے) کہ میں خالی ہاتھ جا رہا ہوں۔ اور وہ ہاتھ میں تحفہ لئے ہوئے ہے۔ دیکھئے ان ہر دو میں سے سخی (خداوند کریم) کی طبیعت کس کو پسند فرماتی ہے +

۴۰۶ - ہم نے تیرے سودا کے راستے میں ڈیرے ڈالے ہیں۔ مجھے ایک ایسا سوز حاصل ہے۔ جس نے دل میں آگ لگا دی ہے۔

شہر میں مجھے آنکھوں پر بٹھاتے ہیں (یہ سب) نیکنامی ہم نے عشق کی

بدولت حاصل کی ہے ٭
۳۰۷۔ کوشش کرتا ہوں۔ کہ دل جان سے ہٹا لوں۔ اور محبوب کی گلی کا
راستہ لوں۔ جب دل اور دلدار کے درمیان سد حائل میں ہی ہوں۔
تو میں اٹھ کر درمیان سے ہٹ جاتا ہوں ٭
تشریح :۔ خودی محبوب حقیقی کے وصال سے مانع ہے۔ خودی کے نہ
ہونے کی صورت میں قرب باللہ حاصل ہے ٭
۳۰۸۔ غم کا سرمایہ میں ہاتھ سے آسانی کے ساتھ نہیں دونگا۔ جب تک
میں جان نہیں دے دونگا۔ اس وقت تک دوست سے دل نہیں ہٹا
سکتا۔
محبوب سے صرف ایک درد ہی تو بطور یادگار رکھتا ہوں۔ یہ درد
ہزاروں دواؤں کے بدلے نہیں دونگا ٭
۳۰۹۔ اے بار اللہ! کمال مہربانی سے مجھے اپنا خاص مقرب بنالے۔ اور
اپنے خاص بھیدوں سے مجھے آگاہ کردے۔ جفا کار عقل سے میرا دل
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے (عقل سے سخت تنگ آگیا ہوں۔ مجھے اپنا
دیوانہ بنا کر آزاد کردے (قید عقل میں رہ کر سخت تنگ ہوں)
۳۱۰۔ اے خدا! مجھے جانی دوست تک پہنچا دے۔ میرے درد کی
آواز یار موافق تک پہنچا دے۔ جس شخص کے فراق میں میں غمزدہ ہوں۔
اسے اور مجھے باہم ملا دے (ہجر سے تنگ آکر وصال کے لئے بارگاہ ایزدی
میں دست بدعا ہیں ٭
۳۱۱۔ ان کی پتھریلی شکل وصورت سے فریاد۔ فریاد۔ اور ان کی کالی
آنکھوں اور سیاہ صورت سے فریاد فریاد ابتدائے شب سے لیکر

رات کے آخری دم تک - یہ تو ناچنے میں مصروف اور میں اُن کی سارنگی بجاتا رہا۔ (آہ و زاری و نالہ و فریاد کرتا رہا)

"جیسے قوالوں میں کہیں جانے سے جن صحبت میں لطف نہ آیا۔ ان کی مذمت میں یہ رباعی لکھ دی +

۲ا۳ - ایسا نصیب نہیں ہے - کہ دوست سے ملاقات کرسکوں۔ اور ایسا صبر بھی نہیں - کہ عشق سے کنارہ کش ہو جاؤں اور قوت بازو نہیں کہ قضا و قدر کا مقابلہ کرسکوں - اور ایسے پاؤں نہیں کہ زمانے سے بھاگ جاؤں۔ فراق کے عالم میں فرماتے ہیں - کہ وصال نصیب نہیں ہوتا۔ تقدیر میں ایسا ہی لکھا ہے - کوئی چارہ نہیں +

۳ا۳ - اے گریہ اگر تجھ میں کچھ طاقت ہے - تو اُس کو ظاہر کر - اور اس مست غافل کو آگاہ کر۔ اے محبت اور بزرگی کے حافظ ذرا باہر آجا اور اے نبی عربیؐ شریعت کے باطن (نشوت) کچھ کرکے دکھا دے۔ وصال کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ باطن شرع مصطفےٰؐ۔ روحانیت +

۴ا۳ - میں غمکدہ کے ایک گوشے میں پڑا ہوں - دنیا بھر کے غم میرے غمخانہ کے مونس ہیں - اے خدا جل شانہ اپنی مہربانی سے اور حضرت اویس قرنیؒ کی روح مبارک کے صدقے میں میرے دانتوں پر رحم فرما۔

تشریح:۔ حضرت اویس قرنیؒ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرن نامی یمن کے ایک قصبے میں رہتے تھے - حضور پر غائبانہ ایمان لائے دیدار آنحضرت نصیب ہوا - جنگ اُحد میں سرور کونین کا دانت مبارک شہید ہو گیا - حضرت اویس قرنیؒ کو جب اس کی خبر ہوئی - تو انہوں نے وفور محبت سے اپنا ایک دانت نکال دیا - چونکہ یہ معلوم نہ تھا - کہ

کونسا دانت مبارک حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہوا۔ اسواسطے ایک اور دانت نکال دیا۔ اسی طرح اپنے تمام دانت نکال دیئے۔ اسی واقعہ کی نسبت سے حضرت اویس قرنی کی روح کے وسیلے سے اپنے دانتوں کی شفا بارگاہ لایزال سے چاہتے ہیں +

۳۱۵۔ اے خدا جل جلالہٗ! قناعت کے ذریعے مجھے دولتمند بنا دے۔ اور نور یقین سے میرا دل منور فرمائے مجھ سوختہ پریشان کی حالت بغیر مخلوقات کے احسان کے سنوار دے +

۳۱۶۔ تیرا چہرہ حسن کا ایک دریا ہے۔ اور تیرے لب لعل مرجان تیرے ابرو کشتی ہیں۔ اور تیری پیشانی کے بل موجیں ہیں۔ اور تیری ٹھوڑی کا گڑھا مصیبت کا ایک محضور ہے۔ اور تیری آنکھیں طوفان ہیں۔

چہرے کو دریائے حسن کہا۔ اور دریا کے لوازمات۔ مثلاً مرجان (کیونکہ یہ دریا میں پیدا ہوتا ہے)۔ عنبر۔ صدف۔ در۔ کشتی۔ موج۔ گرداب طوفان ہر ایک کی تشبیہ اس کی ہئیت گذائی کے مطابق دی ہے۔

۳۱۷۔ جب تک تیرے لب دلفروز ہیں۔ میرا سب کام آہ و فغان رہیگا۔ تو نے کہا تھا۔ کہ کسی دن میں تیرے گھر آؤنگا۔ وہ دن کب آئیگا +

۳۱۸۔ جان ہے۔ اور زبان ہے۔ لیکن زبان جان کی دشمن ہے۔ اگر تجھے جان کی ضرورت ہے۔ تو زبان کو قابو میں رکھ۔ کسی شیریں سخن نے کیا ہی عمدہ بات کہی ہے۔ کہ سر درخت کا پتا ہے۔ اور زبان باد خزاں ہے۔

ص آدمی را زبان فضیحہ کند
جوز بےمغز را سبکساری +

۳۱۹ - ہستی (واحد مطلق) ان صفات کے ساتھ جو اس میں پوشیدہ ہیں۔ تمام موجودات میں سیر کر رہی ہے۔ (صفات باری میں سے ہر صفت کسی ایک عین (کے ذریعے) سے کہ وہ عین اس (صفت) کے قابل ہے اس کے حسب مرتبہ ظاہر ہوئی ہے۔

تشریح:- یعنی دنیا کی ہر ایک چیز صفات باری عزاسمہٗ میں سے کسی نہ کسی صفت کا مظہر ہے۔ اور ہر چیز حسب قابلیت جس صفت کا مظہر ہو سکتی تھی۔ وہ اسی صفت کا مظہر ہو گئی ہے +

۳۲۰ - میرا شوریدہ دل وہ ہے۔ کہ جس کی حکایت بہت ہی بلند اور طویل ہے۔ ایک رونے والی آنکھ ہے کہ جس کے آنسوؤں سے دریا بہ نکلے ہیں۔ ایک لاغر بدن ہے۔ اور اس سے بے انتہا آتش نکل رہی ہے۔ اور اس آتش کا ہر ایک شعلہ کوہ قاف سے بڑھ کر ہے +

۳۲۱ - تیرا چہرہ بغیر پردے کے نہیں دیکھ سکتے۔ اور بے حجابانہ تیرا دیدار بھی نہیں حاصل ہو سکتا۔ جب تک کہ آفتاب پوری روشنی میں رہتا ہے۔ (اس وقت تک) چشم آفتاب کو نہیں دیکھ سکتے +

تشریح:- جب آفتاب کا یہ حال ہے۔ کہ نصف النہار میں بغیر پردے کے اس کا مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ تو جلوہ ذات الٰہی بغیر پردہ کے کیسے ہو سکتا ہے۔ جس کے متعلق جبرائیل علیہ السلام جیسا مقرب فرشتہ یہ کہتا ہو۔

اگر یک سر موے برتر پرم + فروغ تجلی بسوزد پرم

۳۲۲ - ہماری درگاہ میں یک دل دوستی کر (شرط عاشق نیست بایکدل رو داشتن) جو چیز بھی ہماری غیر ہے۔ اس کو چھوڑ دے ایک صبح

خلوص دل سے ہمارے دروازے پر آجا۔ پھر بھی اگر تیرا کام نہ سنورے تو گلہ کیجیئو ۔

۳۲۳۔ اس بوڑھے کھیسٹ آسمان کے ہاتھوں فریاد کہ میرے پاس نہ ہی تو اس نے کوئی نئی چھوڑی ہے۔ اور نہ ہی پرانی۔ باوجود اس کے بھی شکر ہی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اس سے بھی بدتر بنا دے۔ تو کون کہیگا۔ کہ ایسا نہ کر ۔

۳۲۴۔ (ہستی مطلق کا) وجود ایک سمندر ہے۔ جو ہمیشہ موجزن ہے۔ اور اہل جہان نے اس سمندر سے سوائے ایک موج کے نہیں دیکھا (ذرا غور سے) دیکھو۔ کہ دریائے کے اندر سے دریائے کی سطح پر ایک موج ظاہر ہوئی۔ اور دریا اسی موج میں پوشیدہ ہو گیا ہے ۔

تشریح:۔ کثرت دریائے وحدت کے مقابلے میں ایک موج دریا کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن دریائے وحدت اسی موج میں پوشیدہ ہے

۳۲۵۔ میں نے اپنے گلرخ (محبوب) سے کہا کہ اے غنچے کے دہن والے محبوب! ناز کرنے والوں کی طرح ہر وقت اپنے چہرہ کو پردے میں نہ رکھ۔ مسکرا کر۔ کہ میں جہان کے حسینوں کے برخلاف پردے میں حسن ازل ظاہر ہو رہا ہے۔ اگر ان تجلیات کا حجاب نہ ہو۔ تو وہ پوشیدہ ہے ۔

۳۲۶۔ میرے پوشیدہ آتش نے میرے دل سے ایک شعلہ نکالا۔ تو میری جان کی تکلیف حد سے گذر گئی۔ اگر میری باتیں بہکی بہکی ہیں تو میں معذور ہوں۔ (انہیں بہکی بہکی باتوں سے) شاید میری پریشانی معلوم ہو جائے ۔

۳۲۷ - اللہ تعالےٰ کا بھید جہاں میں پوشیدہ دیکھ جس طرح کہ آبحیات ظلمت میں پوشیدہ ہے ۔ سمندر سے اس کثرت سے مچھلیاں ظاہر ہوئیں کہ مچھلیوں کی کثرت کیوجہ سے دریا پوشیدہ ہو گیا ۔ رباعی ۳۲۴ سے اس رباعی کا مضمون ملتا جلتا ہے ؛

۳۲۸ - جب اللہ تعالےٰ اپنی مفصل صفات کے ساتھ ظاہر ہوا ۔ تو یہ عالم نفع اور نقصان پر ظاہر ہوا ۔ اگر یہ جہان اور اہل جہان پھر اپنے اصل کی طرف رجوع کریں ۔ تو حق تعالےٰ کے مرتبہ اجمال میں پوشیدہ ہو جائیں ؛

تشریح :- جہان و اہل جہان ایک عارضی مخلوق ہے ۔ پہلے نہیں تھے ۔ اور بعد میں نہیں ہونگے ۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی صفات کے مظاہر ہیں ۔ کل شئی لا جع الی اصلہ کے حکم کے ماتحت جب یہ سب اپنی اصلی کیطرف واپس ہونگے ۔ تو اسی نقطۂ احدیتؐ پر جہاں سے کہ ان کی ابتداء ہوئی ہے ۔ پھر پہنچ جائیں گے ؛

۳۲۹ - اے یا خدا ! تیری ذات ہر حالت میں ہر عیب سے مبرا ہے تیری ذات حقہ کے بارے میں (کسطرح) کہا جا سکتا ہے ۔ اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے ۔ کہ (کہاں ہے) عقل کی رو سے تمام صفات تیری ذات سے غیر معلوم ہوتی ہیں ۔ لیکن از روئے حقیقت تمام صفات عین ذات ہیں ؛

جملہ صفات ایزدی بظاہر ذات سے علیحدہ معلوم ہوتی ہیں ۔ اور ہر صفت کا درجہ علیحدہ ہے ۔ لیکن فی الحقیقت تمام صفات عین ذات ہیں ؛

۳۳۰۔ دنیا گذرنے والی ہے۔ اور دنیا کی محنت و مشقت بھی گذرنے والی۔ نہ ہی یہ والدین پر قائم رہتی ہے۔ اور نہ ہی اولاد پر۔ جہانتک تجھ سے ہوسکے عمر کو عبادت الٰہی میں گذار دے۔ اور دیکھتا رہ۔ کہ آسمان دوسروں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔

ف:۔ کئی بگڑ رہے ہیں اور کئی سنور رہے ہیں۔ اس انقلاب سے عبرت حاصل کرتے ہوئے فکر عاقبت میں محو ہو جا۔ کیونکہ دنیا کی فکر کی بھی تو بے فائدہ۔ کیونکہ کسی فرد بشر کے لئے اس کا قیام نہیں ہے۔

۳۳۱۔ اگر آسمان کی چھت (آسمان) چین کا آئینہ ہو جائے۔ اور اگر سطح زمین فولاد کا تختہ بن جائے۔ تو یقین جان کے تیری روزی سے کم نہیں ہوگی بات اسی طرح ہے۔ یقین جان لے "وما من دابۃٍ الا علی اللہ رزقہا" اگر تمام وسائل رزق منقطع ہو جائیں۔ مثلاً آسمان سے بارش نہ برسے اور زمین سے کوئی چیز نہ اُگے جب بھی جو کچھ روز ازل میں تیرے حصے میں آچکا ہے۔ وہ تجھے ضرور مل جائیگا۔

۳۳۲۔ درویشی اختیار کرلے اور بادشاہ کے دروازے کا ارادہ نہ کر۔ نیز فقر کے دامن کو بھی ہاتھ سے نہ دے۔ سانپ کے منہ میں چلا جا اور مال کی جستجو نہ کر کوئیں میں بیٹھ جا اور شان و شوکت کو طلب نہ کر۔

ف:۔ دنیا بُری نہیں دنیا کی محبت بُری ہے۔ انما اموالکم و اولادکم فتنۃ۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی آزمایش ہے۔ مال و دولت بھی ایک بہت بڑی آزمایش ہے۔ اکثر بندگان خدا اس کے ملنے سے راہ راست سے بھٹک جاتے ہیں۔ اور عاقبت کے منافع اس عارضی تعیش پر قربان

کر دیتے ہیں ۔اسواسطے فرماتے ہیں ۔کہ کوئیں میں بیٹھ رہنا ۔ایسی شان وشوکت سے کہیں بڑھ کر ہے ۔جو اللہ تعالےٰ کی یاد بھلا دے ✚

۳۳۳ ۔ اے محبوب! تیری زلف دراز میرے دل کے لئے ایک مصیبت ہے ۔اور تیرے لعل لب میرے مشکل کشا ہیں ہیں آپ کے دل کے سوا کسی دوسرے کو دل نہیں دونگا ۔اگر آپ نے بھی میرے سوا کسی دوسرے کو دل نہ دیا تو!

۳۳۴ ۔میرے دل کے کان پر غیب سے ایک آواز پہنچا دے ۔اور میرے خستہ دل کے پرندہ کو اڑنے کی طاقت بخش دے ۔اے خدا تجھے اپنے مردان راہ کی دوستی کا واسطہ میرے گم شدہ دل کو پھر (ایک دفعہ) مجھ تک پہنچا دے ✚

۳۳۵ ۔ اے ذوالجلال خالق برحق ۔مہربان ۔تمام بے سرو سامانوں کا کارساز میرے دشمنوں کو میرا فرمانبردار بنا دے ۔اور بے رحموں کو مجھ پر رحیم بنا دے ✚

۳۳۶ ۔اے محبوب میری آنکھ تیرے دیدار سے روشن ہے ۔اور تجھے دیکھ کر میرا دل مسرور ہو گیا ہے ۔تیرا دیدار پا کر پھول خرم وخنداں ہو گیا ہے ۔ اے میرے چاند تیرے دیدار سے میرا دل روشن ہو گیا ہے ✚

۳۳۷ ۔ راہ وحدت میں نہ ہی کفر ہے ۔اور نہ ہی دین ہے ۔خودی سے ایک قدم آگے رکھو اور (صاف) راستہ دیکھ لو ۔اے جان جہان تو اسلام ہی اختیار کر ۔کالے سانپ کے ساتھ بیٹھ اور خودی کے ساتھ نہ بیٹھ ۔

ف :۔ سانپ نے کاٹ کھایا ۔تو جسمانی انحلال ہو گا ۔اور تکبر اور خودی

کے زہر سے روح بھی مردہ ہو جائیگی۔ تو ذیل کے شعر کا مصداق بن جائینگے

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم ✤ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

۳۳۸۔ آنکھ عشق کی طرف میرے دل کی رہنمائی کرتی رہی۔ یہانتک کہ میرے دل کو اندرونی درد و غم سے بھر دیا۔

اگر کسی دن میرا دل نہ رہا۔ تو آنکھوں سے دل کا خون طلب کرینگے (کیونکہ انہوں نے ہی اسے پھنسایا) ✤

۳۳۹۔ دل کے میدان سے کثرت کے غبار کو صاف کرنا۔ اس سے کہیں بہتر ہے۔ کہ یونہی وحدت کے موتی پروتے رہنا (وحدت کی باتیں نہایت فصاحت و بلاغت سے کرنا) تو اپنی باتوں پر مغرور نہ ہو۔ کیونکہ خداوند کریم کی توحید دیکھنا ہے۔ نہ کہ واحد کہنا۔

(نوٹ) پہلے مصرعہ میں بجائے راحت دل کے ساحت دل مناسب ہے۔

ف: ۔ توحید کا حق ادا کرنا تو اس کو کہتے ہیں۔ کہ واحد مطلق کا جلوہ نظر آجائے۔ محض باتوں سے مقصد حل نہیں ہوتا۔ بلکہ قال را بگذار و مرد حال شو۔

۳۴۰۔ درد (عشق) سے مجھے وہ الم ہے۔ کہ درد کا اس کا بیان ہو سکتا ہے۔ جنس کو بیان نہیں کر سکتے میرے تمام درد گھل مل گئے وہ درد بیہ کیا تھے۔ واقعی یہی تو تھے ✤

۳۴۱۔ اے محبوب تجھے میرے دیکھنے سے عار ہے تیری تمنا میرے تن میں جان کی طرح ہے۔ اس خونریز دل آدمیوں کے خون سے رنگیں ہاتھ کو میں چاہتا ہوں۔ کہ تو میری گردن میں حمائل کرے ✤

۳۴۲۔ اے خدا جل جلالہٗ مجھ سرگردان کے حال پر ایک نظر رحم فرما

اور مجھ جیسا مشتاق حیران پر مہربانی فرما مجھ سے وہ سلوک نہ کر جیسی کا میں سزاوار ہوں۔ جو کچھ تیری مہربانی اور کرم کا تقاضا ہے۔ وہی کر۔
میں گناہگار ہوں۔ اور تیری ذات غفار ہے۔ میرے گناہوں کو معاف فرما دے ✚

۲۴۳۔ خنجر کی نوک پر سر رکھنا میرے لئے آسان ہے۔ اور اپنی مراد کے واسطے سر کٹوا دینا بھی آسان ہے۔
تو اس لئے آیا ہے۔ کہ کسی کافر کو قتل کرے جب تجھ جیسا قاتل ہو تو کافر ہونا خوش قسمتی ہے سو بخت مقبولے کہ چشمش بر جمال قاتل است

۲۴۴۔ اللہ جل و علیٰ شانہ کے راستے میں حجاب جو ہے۔ تو وہ صرف ایک سوئی کے برابر ہے (عجیب بات یہ ہے تو اسی راستے پر چلنا شروع کر دے اور اپنے تمام کام کاج

۲۴۵۔ اے غم بدناموں کی گلی میں آیا۔ اور مجھ بے سر و سامان سرشتہ کی فکر کر اس غم کی شراب سے بھرے ہوئے پیالے سے ایک گھونٹ ہم سے سرانجاموں کو بھی عنایت ہو جائے ✚

۲۴۶۔ اے شمع تو یا دل کی طرح گریہ و زاری کر۔ اور اے آہ جگر ماتم داری کا سوز کر۔ اے دل جب اس (محبوب) کے وصال سے تجھے کچھ نہیں ملا۔ دانتوں سے جگر کو چبا ڈال ✚

۲۴۷۔ اگر تو چاہتا ہے۔ کہ کچھ بن جائے۔ تو اپنی ہستی کو خیرباد کہہ دے اور شراب وصل تو نے پی ہی نہیں مستی نہ کر۔ محبوبوں کی زلفوں سے دراز دستی نہ کر بت (محبوب) کا کیا گناہ ہے۔ تو بت پرستی کو چھوڑ دے ✚

۲۴۸۔ میں طبیب کے پاس گیا اور اس سے اپنی اندرونی بیماری کا ذکر کیا۔ اس نے کہا۔ کہ دوست کے بغیر سے زبان بند کر دے۔ میں نے کہا

کہ غذا کونسی کھاؤں۔ کہا بس یہی خون جگر (پینے کو) پھر میں نے کہا پرہیز کس سے کروں۔ جواب دیا کہ دونوں جہاں سے۔
طبیب سے مراد مرشد طریقت ہے ۔

۳۴۹۔ وہ دوست کہ اس کے عشق کا مست اپنی جان کا دشمن ہے۔ اس کا غم جان کے کھلیان کو برباد کر رہا ہے۔ میں اس کی طلب میں دربدر اور کوچہ بکوچہ پھر رہا ہوں ۔

۳۵۰۔ اے محبوب! تیرا عشق ہمارے جنون کا سرمایہ ہے۔ اور تیرے چہرے نے ہمارے دل کا خون کر دیا ہے۔ میں ہی جانتا ہوں۔ کہ تیرے وصال میں میری کیا حالت ہے۔ کسی کو میری اندرونی حالت کی کیا خبر ہے ۔

۳۵۱۔ اے چاندی کے جسم والے محبوب! میں تیرے عشق سے بھاگ نکلا (اس خیال سے) کہ شاید غم سے نجات مل جائے۔
عشق آیا اور خونیوں کی طرح میری گردن میں رسہ ڈال کر راستے سے واپس لے آیا ۔

۳۵۲۔ عشق ایسی کیفیت نہیں جو کہی جاسکے۔ یہ موتی ہیرے کی نوک سے نہیں بندھے جاسکتے۔ ایک خیال ہے۔ جو میں کر رہا ہوں۔ (وگرنہ) بخدا عشق اچھوتا ہے اور اچھوتا ہی رہیگا ۔

۳۵۳۔ میرا ایسا دل نہیں ہے۔ جس سے کوئی کام ہو سکے۔ بدرات گریہ وزاری کے کہ ایک دم میں ہزاروں نالے کرتا ہے۔ اس کثرت سے روتا ہوں۔ کہ گلی کوچوں میں کیچڑ ہو جاتا ہے۔ (منہ؟) اگتے ہیں۔ اور بانسری سے نالہ ہائے زار پیدا ہوتے ہیں ۔

ف :۔ بانسری کے نالہ ہائے زار کی وجہ بتاتے ہیں ۔ کہ ہم بہت بوئے بانس اُگا وہ ہمارے آنسوؤں سے سیراب ہوا ۔ جب اس کی بانسری بنا دی گئی ۔ تو چونکہ اس کی سرشت میں نالہ تھا ۔ اسواسطے اس سے درد بھری آوازیں نکلیں ✦

۳۵۴ ۔ لمبی راتیں تیرے بغیر ہائے افسوس ۔ درد اور تیری جدائی ۔ ہائے افسوس تو تو ناز سے سویا ہوا ہے ۔ اور میں تیری جدائی میں پیچ و تاب کھا رہا ہوں ۔ ہائے افسوس ✦

۳۵۵ ۔ بے سر و سامان سرکا حیاں ایک طرف ۔ آسمان اور گردشِ آسمان کی بے مہری ایک طرف اور پریشان دل کے تفکرات سے محبوب کا غم بڑھکر ہے ✦

۳۵۶ ۔ اے دل جب تو نے یار کا فراق دیکھا ۔ تو خون ہو جا ۔ اور اے آنکھ تو بھی دل کی موافقت میں دریا ہو جا ۔ اے جان تو دوست سے زیادہ عزیز نہیں ہے ۔ دوست کے بغیر میں تجھے نہیں چاہتا بدن سے باہر ہو جا ✦

۳۵۷ ۔ اے محبوب تیرے غم کی وجہ سے میری جان پر بن رہی ہے اور جہان تیرے غم کی وجہ سے میرے دل پر تنگ ہو گیا ہے ۔ اے دل اور آنکھ خبردار میں نہیں کرتا جب تک کہ خاور ان کی تمام مٹی سر میں نہ ڈال لوں ۔

ف :۔ محبوب کی جدائی کے غم میں آنکھیں دریا بہا رہی ہیں ۔ دل آہ و فغاں میں مصروف ہے ۔ اسی حالت میں رہنے کی تاکید کی ہے

طلب ✦

۳۵۸۔ خبردار! اے یارو اے جوانمردو! جوانمردی سے کام لو اور (دیار کی) گلی میں ڈٹے رہو۔ اگر حوادث جہان کا موشگاف تیر بھی آ پہنچے تو تمہیں پراگندہ نہیں ہونا چاہیئے ✦

۳۵۹۔ عشق وہ ہے۔ کہ شیر نر اس کے سامنے ذلیل ہے۔ جس چیز کا بھی تو گمان کرے، عشق اس سے فزوں تر ہے۔ کبھی دشمنی کرتا ہے اور کبھی محبت کرتا ہے۔ اور کبھی ایسی دوستی کرتا ہے۔ کہ جس سے خون کی بو آئے ✦

ف:۔ عشق کی دوستی بھی جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔

۳۶۰۔ اگر میں آپ کی خدمت کی سعادت سے دور ہوں۔ تو میرا دل تو ہمیشہ تیرے جمال کا آئینہ بنا ہوا ہے۔ مجھے ہجر کے آفتاب کی گرمی سے کیا خطرہ۔ جبکہ آپ کے سایۂ دولت میں پناہ گزین ہوں ✦

۳۶۱۔ اے محبوب! پیر خانقاہ کی گریہ وزاری تیرے ہی غم سے ہے۔ اور معصوم بچے کا رونا تیرے ہی غم سے ہے۔ اور مرغ سحر کی فریاد بھی تیرے ہی غم سے ہے۔ آہ تیرے غم عشق پر ہزار آہ ✦

۳۶۲۔ اے ذات کبریا! تیری صورت مبارک نے آئینہ دل کو روشن کیا ہے۔ تیری صورت کے بغیر کوئی آئینہ دل ہے ہی نہیں (ہر آئینہ دل میں تیری صورت روشن ہے) نہیں نہیں تو اپنی شفقت سے تمام آئینوں میں اپنی صورت مبارک دیکھنے آیا ہے ✦

۳۶۳۔ میرے درد دل کی دوا تو ہی جانتا ہے۔ میری سوز اندرونی کو کما حقہ

۳۶۴۔ میں سنتا ہوں۔ کہ تو بخش دیتا ہے۔ جہاں کہیں بھی کوئی دل شکستہ ہے۔ وہاں تو ہے۔ ہم سب تیری درگاہ کے شکستہ ہیں۔ ان

شکستگان کے بارے میں کیا ارشاد ہے +

۳۶۵۔ اے یار اللہ بہار کے سبزہ کی تازگی تجھی سے ہے۔ اور گلزار خزاں کی سرخروئی تیری ہی طرف سے ہے۔ بیقرار دل کے آنسو اور دل کی آہیں تیری طرف سے ہیں۔ افسوس کہ آندھی بھی تیری طرف سے ہے۔ اور بارش بھی تیری طرف سے۔

یار سے مراد آہ عشاق اور باراں سے مراد آنسو +

۳۶۶۔ اے خدائے ذوالجلال! زمانے کا ہر پیر و جوان تیرے غم سے شاد ہے۔ خدا کرے کہ کسی فرد بشر کا دل تیرے غم سے خالی نہ ہو۔ میں مسکین و بیچارہ اس کرہ خاکی میں تیرے غم کی وجہ سے باد بگولے کی طرح سرگرداں ہوں +

۳۶۷۔ اے کوہ طور پر تجلی ڈالنے والے خدا برتر! کوہ طور تیری وجہ سے پر نور ہے۔ اور تیرے آدھے گھونٹ سے منصور مست ہوا جہاں اور اس کی ہر شے کی پیدائش تجھ سے ہے میں بھی تیرا ہی ہوں۔ اور مست و مخمور بھی تیرے ہی ہیں +

۳۶۸۔ اے کعبہ پرست تیری اور میری دشمنی کس لئے۔ ہے صاحب نظر تیری اور میری اس روش پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اگر تیرے اور میرے کفر اور دین کا امتحان کریں۔ تو تیرے اور میرے ایمان کی حقیقت معلوم ہو جائے +

۳۶۹۔ تیرا غم پتھر کی آنکھوں سے بھی خون (کے آنسو) بہا دیتا ہے جنگل جس سے گل لالہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ مجنوں سے متعلق ہے۔ جنت صوفی کے لئے۔ اور حور عین زن سیاہ چشم کہ سیاہی چشمش لغایت

باشد و جیبدی بخایت) زاہد کے لئے۔ ہمارے لئے تو محض ایک چھوٹا سا دل ہے۔ کہ جس سے نالہ و فغاں پیدا ہوتی ہے۔ سہ

قسمت نے کیا قسام ازل نے ناسخ + ہر شخص کو جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا + غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

۱۷۳۔ میرے دل و جان تیرے دروازے کی مٹی پر قربان ہو جائیں۔ اگر تو حکم دے۔ تو میں آنکھوں کے بل تیرے پاس آؤں۔ تیرا وصل یہ کہتا ہے۔ کہ تو ہمارا خیال نہیں رکھتا۔ (خدا کرے) وہ سر ہی نہ ہو جس میں تیرا خیال نہ ہو۔

آخری مصرعہ کے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ شخص بے سر ہو جائے جو تیرا خیال نہ رکھتا ہو +

۱۷۴۔ اے محبوب! میرے دل میں تمنا کی اصل تو ہی ہے (یعنی میرے دل میں محض تیری ہی تمنا ہے) اور میرے سر میں بس تیرے ہی خیال کی پونجی ہے ہر چند کہ زمانے کو میں نے دیکھا ہے (خوب غور و خوض کے بعد یہ نتیجہ نکالا) کہ آج بھی تو ہی ہے۔ اور کل بھی تو ہی ہوگا +

۱۷۵۔ اے محبوب! تیرا موزوں قد میرے دل کی شمع ہے۔ اور اس مظلوم کیلئے تیرا وصل ذریعہ زندگی ہے۔ آئینے کی طرح میرا دل تیرے آئینے کے عکس سے پر ہو گیا۔ تیری طرف دیکھ رہا ہوں۔ لیکن تیری ہی آنکھوں سے +

ف :۔ عالم کو آئینہ ذات احدی کہا جاتا ہے۔ جس میں کہ حق جل و علی اپنے جمال جہاں ارمشاہدہ فرماتا ہے +

۱۷۶۔ اگر تو اس کی زلف کو دراز کرے۔ تو لمبی رات (بوجہ سیاہی

درازی) پیدا ہو جائے۔ اور اگر تو اسے چھوڑ دے تو باز کا پنجہ بن جائے (کہ کئی دموں کو شکار کریگی "پنجہ باز" بوجہ پیچ۔ گی) اور اگر اس کے پیچ و خم کو تو کھول دے۔ تو اس سے بہت کثرت سے کستوری نکلے

۲۷۵۔ میں وہ ہوں۔ کہ جس کے دل میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اور جو عشق کے کھلیان پر نظریں جمائے ہوئے ہے۔ وفا کے راستے میں پتھر اور آگ کی طرح ہو جاؤنگا۔ شاید کسی سوختہ دل کی صحبت میں پہنچ جاؤں۔

ف:۔ راہ وفا میں پتھر کی طرح سخت اور آتش کی طرح تیز ہو جاؤنگا شاید کوئی کامل مل جائے +

۲۷۶۔ اے محبوب! تیری آنکھ تمام آنکھوں کا سرچشمہ ہے۔ تیری آنکھ کے بغیر کسی کی آنکھ میں نور نہیں ہے۔ سب کی آنکھیں تیری طرف متوجہ ہیں۔

تیری آنکھ کی وجہ سے تمام لوگوں کی آنکھوں سے سرچشمے جاری ہیں +

۲۷۷۔ جب تیرے ہجر کی گرم بازاری ہے۔ میری آتش پر اپنی قلم سے ایک قطرہ گرادو (ایک نوازش نامہ لکھو تاکہ تسلی ہووے) میں تو چلا گیا۔ اور میرا طائر روح آپ کے پاس رہا۔ تاکہ "نامہ بر کبوتر کیطرح تیرا خط میرے پاس لائے +

۲۷۸۔ میرا ایک ایسا محبوب ہے۔ جسکا چہرہ روشن ہے۔ ظلم و ستم کا سبق سیکھے ہوئے ہے۔ وہ کسی اور کا عاشق ہے اور میں اس کا عاشق ہوں۔ پروانے کی طرح جلے ہوئے پر قربان ہوں +

ف :- شمع خود جل رہی ہوتی ہے - پروانہ اس پر قربان ہو جاتا ہے -
یہی میری مثال ہے - کہ محبوب کسی دوسرے کا سوختہ عشق ہے - اور
میں اس کے عشق میں جل بھن رہا ہوں -

۳۷۹ - اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں تمام اعضاء سے زبان بہتر ہے -
رات کی پوشیدہ عبادت سب عبادتوں پر فوقیت رکھتی ہے - اگر تو
چاہتا ہے - کہ پلصراط سے آسانی کے ساتھ گذر جائے - تو اہل جہان
کو طعام کھلا - کہ کھانا کھلانا تمام صدقات سے بہتر ہے ✦

۳۸۰ - میری آنکھوں سے لالہ کی طرح (خونیں) آنسو ٹپک رہے ہیں
اور ہر ایک پلک سے خون کے قطرے گر رہے ہیں - نہیں نہیں تیرے
نظارہ کے لیئے میرے خون شدہ دل نے سینے کے روزن سے سر نکالا
ہوا ہے ✦

۳۸۱ - یہ یار کی گلی ہے - اور یہ اسکا راستہ ہے - اگر تو نہیں جانتا تو
جاننے والوں کا کیا قصور -

کبود :- کپڑے کیوں نیلے اور سیاہ کرتا ہے - دل صاف کر اپنا
کوٹ اور کلاہ پہن ✦

۳۸۲ - دنیا کے طالب سب حرص سے مست ہیں - موسیٰ علیہ السلام
کو قتل کرنے والے ہیں - اور فرعون کے متبع ہیں - جو عہد بھی انہوں نے
خدا سے باندھا - لالچ کی محبت میں وہ سب عہد توڑ دے -

ف :- موسیٰ کس - دشمن حق - فرعون پرست - متبع باطل -
اللہ تعالیٰ سے عہد کیا گیا تھا - کہ تو ہمارا رب ہے - تیرے فرامین
کو سر آنکھوں پر قبول کرینگے - اور تیرے سوا کسی چیز کو دل میں جگہ نہیں

دیتے تھے۔ اب دنیا کی محبت میں مستغرق ہو گئے اور اللہ تعالےٰ سے جو عہد کیا تھا وہ بھول گئے ؛

۳۸۳۔ ہم درویش ایک تنگ درے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کبھی (میسر ہو جائے) تو جو کی روٹی کھا لیتے ہیں۔ اور کبھی (یہ بھی میسر نہ ہو تو) رستے کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ تجربہ کار بوڑھے اور صاف باطن بزرگ جانتے ہیں۔ کہ جو شخص بھی ہماری طرف نظر بد سے دیکھیگا۔ جان سلامت نہیں لے جائیگا۔

نوٹ :۔ اس رباعی کے دوسرے مصرعہ کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ کبھی جو کی روٹی کھاتے ہیں۔ اور برہ (بھیڑ کا بچہ) کی پیٹھ۔ یعنی گوشت غرض جو کچھ مل جاتا ہے۔ یہیں بیٹھے ہوئے اسی پر اکتفا کرتے ہیں ؛

۳۸۴۔ اے محبوب تیرا چہرہ سب (مخلوق) کے واسطے عالم آرا چاند ہے۔ اور تیرا وصال ہر ایک کی شب و روز کی تمنا ہے۔ اگر تو دوسروں کے ساتھ میرا ہی جیسا سلوک کرتا ہے۔ تو سب کے حال پر افسوس ہے ؛

۳۸۵۔ میں کون ہوں اپنی جان سے تنگ آیا ہوا۔ ایسا دیوانہ ہوں جو اپنے ساتھ جنگ کرتا ہوں ؛

۳۸۶۔ اے مخاطب! تو نے نیکی تو کوئی نہیں کی۔ اور گناہ اکثر کئے ہیں۔ یا ایں ہم اللہ کی مہربانی سے دوستی کا نتیجے ہو۔ مگر معافی پر تکیہ نہ کر کیونکہ نیکی۔ گناہ اور گناہ نیکی نہیں ہو سکتے۔

نوٹ :۔ چونکہ اس نے گناہ کئے ہیں اور نیکیاں نہیں کیں اسواسطے ہم نے کردہ اور ناکردہ کا ترجمہ گناہ اور نیکی کیا ہے ؛

۳۸۷۔ تیرے وصال کے بغیر جہاں بھی میں نے دل لگایا ہو اس سے توبہ ہے۔ اور تیری یاد کے بغیر جہاں بھی میں بیٹھا ہوں توبہ ہے۔ تیری بارگاہ میں میں نے سینکڑوں دفعہ توبہ توڑی ہے۔ جو توبہ میں نے سو دفعہ توڑی ہے۔ اس سے توبہ ہے۔

ف:۔ پھر توبہ شکنی نہیں کرونگا۔

۳۸۸۔ دل کی بستی علم سے اور آراستہ ہو تو بہتر ہے۔ اور جان کی آبادی کینے سے صاف ہو تو لطف ہے۔ اپنی ہستی جہاں تک ہو سکے فنا ہی کر لی بہتر ہے۔ اور جو چیز غیر حق ہے۔ اس کی خواہش نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

۳۸۹۔ اے پاک ذات جو منزہ اور مثال ہے۔ کسی کا ایسا نہ [illegible] نہیں ہے۔ تمام مخلوقات سوالی ہوئی ہے۔ اور تو [illegible] ہے [illegible] قدوس اپنے لطف و کرم کا دروازہ ہم پر کھول دے۔

۳۹۰۔ اے صاحب عظمت خالق اے بار الہٰ کب تک [illegible] در بدر جابجا پھرتا رہونگا۔ یا تو میری امید کے گھر کا دروازہ ہی بند کر دے۔ یا میرے مصائب کے دروازے کا قفل کھول دے۔

۳۹۱۔ یا تو دشمن سرکش کے لئے کوئی سر کوٹنے والا (بھیج) یا کوئی زمانے کے خاروخس کو صاف کرنے والا بھیج۔ اے خدا ان ذلیلوں سے میں تنگ آگیا ہوں۔ حشر نشر قیامت اور آشوب قیامت کی ضرورت ہے تاکہ ان ذلیلوں کو تباہ و برباد کر دے۔

۳۹۲۔ تو نے مجھے اپنی گلی میں پناہ دی اور رہنے کے لئے جگہ دی۔ اور اپنی بزم وصال میں مجھے جگہ دی الغرض سو کرشمہ اور ناز سے مجھے اپنا

عاشق بنایا۔ اور پھر جنگل میں چھوڑ دیا ٭

۳۹۳۔ اے دونوں جہان کی ولایت کے بادشاہ مدد کر۔ میری عاجزی اور پریشان حالی پر مدد کر۔

اے شیر خدا میری فریاد کو جلدی پہنچ۔ تیرے حضور کے سوا میں کہاں نالہ و فریاد کروں مدد کر۔

شاہ ولایت۔ شیر خدا۔ ان ہر دو سے مراد امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ٭

۳۹۴۔ یا تو زمانے کی گردن میں زنجیر ہو۔ یا زمانے کی سرکشی کی کوئی تدبیر ہو۔ یہ کتے بہت بہت بلند اٹھ گئے (ان کو) پتھر۔ لکڑی۔ گرز تیر و تفنگ کی ضرورت ہے۔

۳۹۵۔ اس دل کو تکلیف نہ دے کہ تو جس کی جان ہو اور جو کہ ظاہر میں اور پوشیدہ میں معشوق تو ہی ہو۔ میں اس بات سے خوف کرتا ہوں کہ تیرے رنجیدہ کرنے سے دل خون ہو جائیگا۔ اور تو اندر ہی ہوگا ٭

ف:۔ دل میں تو ہی ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچے گی تو اسواسطے تجھے بھی ضرر پہنچے گا ٭

۳۹۶۔ اے شیر خدا (حضرت علی) مشکلکشائی کیجئے۔ اور اے قلعہ خیبر کو مسخر کرنے والے عقدہ کشائی فرمایئے۔ اُمید کے دروازے میرے سامنے بند ہیں۔ اے صاحب ذوالفقار۔ اور قنبر دار فرمایئے۔

ذوالفقار ۔ حضرت علیؑ کی تلوار

قنبر ۔ حضرت علیؓ کا غلام

۳۹۷۔ اے باری تعالےٰ تو دردمندوں کے درد سے با خبر ہے۔ اور

حاجتمندوں کے علاج و معالجہ سے خوب واقف ہے۔ اپنا حال دل تجھ سے کیا بیان کروں۔ ہزار درجہ کہے سے زیادہ جانتا ہے ۔

۳۹۸۔ اے خدائے قدوس! تو وہ ذات ہے۔ کہ خستہ حالوں کے حالات کو تو جانتا ہے۔ اور شکستہ دلوں کے حالات کو خوب جانتا ہے۔ اگر میں تجھے سوز دروں سے پکاروں تو بھی سنتا ہے۔ اور اگر خاموش رہوں جب بھی تو گونگوں کی زبان بھی سمجھتا ہے ۔

۳۹۹۔ اگر تو یمن میں بھی ہے۔ لیکن جب (تیرا قلبی رابطہ) میرے ساتھ ہے۔ تو گویا میرے پاس ہے۔ اگر تو میرے پاس ہے۔ لیکن میری محبت سے خالی ہے۔ تو گویا یمن میں ہے۔ اے یمن محبوب میرا تیرے ساتھ وہ تعلق ہے۔ کہ میں خود مغالطے میں ہوں۔ میں تو ہے۔ یا تو میں ہوں۔

۴۰۰۔ اے خدا برتر! در خلق کو میرا تکیہ گاہ نہ بنا۔ اور گدا و پادشاہ (کسی فرد بشر) کا محتاج مجھے نہ بنا کرم سے تو نے میرے سیاہ بال سفید کیئے۔ لیکن ان سفید بالوں کی موجودگی میں مجھے روسیاہ نہ کر ۔

۴۰۱۔ بخدا اگر پرندوں کی طرح میرے بال و پر ہوتے۔ تو ایک دن میں سو مرتبہ تیری خبر لاتا۔ اگر یہ رکاوٹ درمیان نہ ہوئی۔ تو میرے دیدار سے کب آنکھ اٹھاتا ۔

۴۰۲۔ ہم ایک درد رکھتے ہیں۔ اور جلا بھنا ہوا سینہ رکھتے ہیں۔ عشق رکھتے ہیں۔ اور آنکھیں اشکبار عشق بھی ایسا عشق جو عالم سوز ہے۔ اور درد بھی وہ درد ہے۔ جسکا کوئی علاج نہیں ۔

۴۰۳۔ اگر تو عبرت سے عاری نہیں ہے۔ تو عالم کی مثال یہ ہے۔ کہ گویا ایک نہر مختلف طریقوں سے چل رہی ہے۔ اور اس نہر کے تمام طریقوں

میں ایک مخفی راز ہے۔ جو تمام حقائق میں سمایا ہوا ہے
جہاں کو ایک نہر کہا ہے جس کی بے شمار شاخیں ہیں۔ جہان کی کل اشیاء کا منبع ایک ذات پاک ہے۔ جو تمام اشیا میں اپنے مخصوصہ صفات سے ظاہر ہے ؎

۴۴۔ معانی کی حقیقت عبارتوں میں تلاش نہ کر۔ اور قیود واعتبارات کے اٹھائے بغیر جستجو نہ کر۔ اگر تو چاہتا ہے۔ کہ تجھے جہالت کی بیماری سے شفا نصیب ہو۔ تو نجات کا قانون اشاروں میں نہ ڈھونڈھ۔

ف:۔ قانون۔ اشارات۔ شفا کتب حکمت کے نام ہیں۔ از تصانیف بو علی سینا۔ یعنی اگر تجھے جہالت کے مرض سے رستگاری کی تلاش ہے تو ایسی کتب کو جن میں محض عقلی دلائل سے بحث ہے۔ چھوڑ دے اور کسی باخدا۔ واقف اسرار سے صحبت اختیار کر۔

۴۵۔ وہ ہستی جو تمام اشیائے عالم میں ظاہر ہو رہی ہے۔ اگر کما حقہ اس کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہے جا کر شراب پر بلبلے کو دیکھ۔ کہ شراب اس کے اندر ہے۔ اور وہ شراب کے اندر یعنی شراب پر جس طرح حباب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ایک علیحدہ چیز معلوم ہوتی ہے۔ اور حقیقت میں وہی شراب ہی ہوتی ہے۔ جس کے جوش سے حباب نمودار ہوتا ہے۔ اسی طرح جہان میں غیر کا وجود موجود نہیں۔ ہر چیز میں حقیقتہ الحقائق ساری ہے۔ اور صور اعیان جو نظر آ رہی ہیں۔ سب اسی کی مختلف صفات کے مظاہر ہیں ؎

۴۶۔ اگر تو شہر میں مشہور ہو گیا ہے۔ تو شریر ترین آدمی ہے۔ اور اگر خانہ نشین ہو گیا ہے۔ تو ہمہ تن وسواس بن گیا ہے۔ اس سے بہتر کوئی

صورت نہیں ہو سکتی ۔ کہ خضر و الیاس کی طرح تجھے کوئی نہ پہچانے اور تو سب کو جانتا ہو ۔

ف :۔ خضر و الیاس ۔ ایک ہی ہستی مبارک کے دو نام ہیں ۔

۴۰۷ ۔ اس ذلیل پر ہوس دنیا کو کیا کرتا ہے ۔ اور اس ہر کہ دمہ کی آسودہ کو کیا کرتا ہے ۔ تو ایسا یار تلاش کر جو محض تیرا ہی ہو ۔ اس لاکھوں آدمیوں کی محبوبہ کو کیا کرتا ہے ۔

۴۰۸ ۔ اگر تو چاہتا ہے ۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح کعبہ کی تعمیر کرے ۔ اور اس کو نماز اور بندگی سے آباد کرے ۔ اور ایک دن میں ہزار غلام کو آزاد کرے ۔ (یہ سب کچھ) اس سے بہتر نہیں کہ تو ایک غلام کو آزاد کر دے ۔

۴۰۹ ۔ اے وہ ذات کہ تیری چوگان ستم میں سرگیند بنے ہوئے ہیں ۔ ایک سر مو بھی تیرے حکم سے باہر نہیں ظاہر جو میرے اختیار میں تھا ۔ اس کو تو میں نے تو (نہ) فنا کر دیا ہے ۔ باطن جو کہ تیرے قبضہ قدرت میں ہے ۔ اس کو تو ماف فرما دے ۔

۴۱۰ ۔ کاش کہ تمام غم اس نمید آسمان کے نصیب ہیں ۔ یا میرے غم کے ساتھ صبر نصیب ہوتا ۔

یا غم کی پونجی عمر کی طرح کم ہوتی (جس طرح عمر جلدی ختم ہو جاتی ہے ۔ غم بھی اسی طرح جلدی ختم ہو جاتا) یا عمر غم کے اندازہ کے مطابق ہوتی ۔

۴۱۱ ۔ اے ہر ایک ذی روح کے باعزت وجلال خالق ۔ اور اے ہر ایک بھولے بھٹکے کے رہنما ۔ میں نے تیرے دروازہ (پر پہنچنے) کے لئے

کمر میں باندھی ہے۔ کوئی دروازہ کھول دے کیونکہ مجھے کوئی خبر نہیں۔

۱۴۲ ۔ اے الٰہ العالمین! تیری ذات مخلوقات کی صفات میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اور تیرے اوصاف انکی صفات میں پوشیدہ ہیں۔ تیری صفات بھی تیری ذات کی طرح مطلق ہے۔ لیکن مظاہر کے ضمن میں مقید ہونے سے عاری نہیں۔

ف :۔ صفات الٰہی بھی ذات باری تعالےٰ کی طرح مطلق ہیں۔ لیکن یہی صفات جب مظاہر یا اشیاء میں نمایاں ہوتی ہیں۔ تو مقید ہو جاتی ہیں کیونکہ مظہر مقید فی الزمان والمکان ہے۔

۱۴۳ ۔ اے دل اگر تو محبوب کا رخسار (رخ روشن) دیکھ لے۔ تو جہان کے ذرات کو نہایت عمدگی سے دیکھ لے۔ آئینے میں مت دیکھ کہ خودبیں نہ ہو جائے۔ خود آئینہ بن جا تاکہ تمام تر اس کو دیکھے۔

۱۴۴ ۔ حاسد کی مخالفت میں تو کب تک خودستائی کرتا رہیگا ایسے ناقص اسباب کو کب تک رواج دے گا۔ تو معدوم ہے۔ اور ہستی کا خیال تجھ سے فاسد ہے۔ خیال فاسد کب تک کرتا رہیگا۔

۱۴۵ ۔ جب تک تو تعلقات اور موانع کو ترک نہیں کرے گا۔ ایک سجدہ بھی شائستہ اور لائق نہیں کرے گا۔ بخدا کہ لات وعزا (کفار کے بت) کے پھندے سے تو رہائی نہیں پائیگا۔ جب تک کہ تو اپنی ہستی اور تمام متعلقات کو نہیں چھوڑے گا۔

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر ۔ ایچنیں تسبیح کے دارد اثر

۱۴۶ ۔ وہ ہستی جو ظاہر نہیں ہے۔ لیکن کسی نہ کسی امر عظیم میں مصروف ہے۔ ہر وقت کسی دوسرے امر میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اگر تجھے

کلام اللہ شریف دلیل کی ضرورت ہے۔ تو آیۃ کل یوم ھو فی شان قرآن کریم سے پڑھئے ✦

۴۱۷۔ میں کیا ہوں! دونوں جہان کی قید سے آزاد ہوں عنقا منش اور بلند ہمت مرد ہوں اپنا دیوانہ اور جنگلوں میں پھرنے والا۔ محبت سے لبریز اور بیابان گرد ہوں ✦

۴۱۸۔ اے وہ ذات جو اپنے ملک میں لایزال تو ہی ہے۔ اور دامن شب سے صبح دکھانے والا تو ہی ہے۔ مجھ بیچارہ کا کام سخت رکا ہوا ہے۔ اے خدا کار بستہ کو کھول دے۔ کہ کھولنے والا تو ہی ہے ✦

(نوٹ) کتاب پر بخشائی لکھا ہوا ہے۔ یکشائی پڑھنا چاہیئے۔

۴۱۹۔ اے وہ ذات! کہ باغ میں تیری ہی طرف سے ہر پھول کو رنگ ملا ہوا ہے۔ ہر ذرہ تیرے ہی شوق میں نغمہ سرا ہے۔ تیرے غم کے بارے میں پہاڑ سے میں نے ایک رمز کہی۔ تو ہر ایک پتھر سے گریہ و زاری کی آواز بلند ہوئی ✦

۴۲۰۔ تو ہمیشہ دلستان بنا رہا ہے۔ تو معذور ہے۔ تو نے کبھی غم کا تجربہ نہیں کیا تو معذور ہے۔ میں تیرے ہجر میں ہزاروں راتیں مبتلائے غم رہا۔ لیکن میرے ہجر میں تو نے ایک رات بھی نہیں گذاری تو معذور ہے ✦

۴۲۱۔ تیرے درد (بیماری) کی وجہ سے کوئی آنکھ بھی آنسوؤں سے خالی نہیں ہے۔ جہاں کہیں بھی کوئی دل ہے وہ گرفتار غم ہے۔ تیری بیماری ہمارے فنا ہونے کا سبب ہے۔ اس ہماری عمر

کے باعث (خدا کرے تجھے) کسی قسم کا دُکھ رنج نہ ہو ٭

۳۲۔ جب تک تو اپنی ہستی سے پشیمان نہ ہو گا۔ مستوں اور عارفوں کا سردار نہیں بن سکیگا۔ نیز جب تک تو حق کی نگاہوں میں کافر نہیں ہو گا۔ اس وقت تک عاشقوں کے مذہب میں مسلمان نہیں ہو گا۔

ف :۔ کافر کے معنی نیک کے ہیں۔ اور فارسی شعرا اکثر اس نقطہ کو عاشق صادق جو محبوب کی محبت کے سوا تمام اشیا سے بیباک ہو۔ اسے کافر کہتے ہیں ٭

۳۳۔ تیری گلی میں ایک جَو کے بدلے جان دے دیتے ہیں۔ جَو کے بدلے جان کی تو حقیقت ہی کیا۔ کاروان دے دیتے ہیں تیرے وصال کا جو بھر جہان کی قیمت پاتا ہے۔ جس جنس سے ہم ہیں جہان ایک جو کے مقابلے میں ہے ٭

۳۴۔ تو کبھی تو لیلےٰ کی زلفوں میں کنگھی کرتا ہے۔ کبھی مجنوں کے سر میں سودا بنتا ہے (کھلیان) اور کبھی یوسف علیہ السلام کے جمال کا آئینہ بنتا ہے۔ اور کبھی زلیخا کے کھلیاں میں آگ لگاتا ہے ٭

۳۵۔ اے دل یار کے پاس سوائے جان کے کوئی اور تحفہ نہ لیجانا۔ اور جب تجھے (قضا و قدر) درد عشق دیں۔ تو علاج کا نام لینا۔ بغیر درد کے درد دوست سے تو رو پڑا۔ خاموش رہ کہیں دردمندوں کی عزت زائل نہ کردے ٭

ف :۔ تجھے درد تو ہے نہیں یونہی رو رہا ہے۔ تیرے رونے اور دردمندوں کے رونے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جب تجھے

رونا دیکھیں گے تو دردمندوں کی گریہ وزاری کا اعتبار بھی نہیں کرینگے
۴۲۶ - اے آنکھ تو نے مجھے یار کا عاشق بنا دیا - اور ایک لالہ رخسار (محبوب) کے چہرہ کا حیران بنا دیا - تو نے وہ کام کیا - کہ کچھ کہہ نہیں سکتے سبحان اللہ کیا ہی عمدہ کام کیا +
۴۲۷ - جب تک تو جمع یعنی کثرت سے گذر نہ جائے - فرد یعنی واحد مطلق تک نہیں پہنچ سکیگا - جب تک تو دوست کے راستے میں سر دیا نہ ہوگا بے درد رہیگا - اور درد حاصل نہیں کر سکیگا +
۴۲۸ - تو نے مجھے عشق دیکر زمرۂ اہل درد سے کر دیا - دانائی عقل و ہوش سے مجھے آزاد کر دیا - میں با عزت سجادہ نشین تھا - تو نے مجھے شراب خور - رند اور آوارہ گرد بنا دیا +
۴۲۹ - اے آسمان تو نے بہت زمانہ گزارا - کبھی موسم خزاں لایا - اور کبھی بہار لایا - سب مردان خدا کو تو نے زمین میں دفن کر دیا - اور نامردوں کو ظاہر و مشہور کر دیا +
۴۳۰ - اے وہ ذات کہ تیری حقیقت کو عقل انسانی معلوم نہیں کر سکتی اور ہر دو جہان تیری رحمت کے مقابلے میں خس و خاشاک کی حقیقت رکھتے ہیں -
اپنی مہربانی سے اگر تو ہم کو بخش دے - تو (پہلے بھی) تو نے مشت خاک (آدم علیہ السلام) کو بخش دیا تھا +
۴۳۱ - (تیرا ہجر) وہ خوں آشام اور بے پایاں جنگل ہے (جس میں) کئی شیدا حسرت و ناکامی کے غم سے مر گئے - تیرے عشق و محبت کی وادی کے غمزدوں کو ہجر مارتا ہے - اور وصل بد نام ہو رہی ہے +

۳۳۲ - ایسے ہاتھ نہیں۔ کہ تیرے درخت سے پھل توڑ سکوں۔ اور ایسی آنکھیں نہیں۔ کہ اپنی حالت پر قادرے گریہ کرسکوں۔ ایسے پاؤں نہیں کہ تیری گلی میں جا سکوں۔ اور ایسا چہرہ نہیں ہے۔ کہ تیری خاک در پر رکھوں ✣

۳۳۳ - اے وہ ذات ہر ایک سر میں سب تیرا ہی خیال ہے۔ تیری یاد کے بغیر کسی دل سے سانس نہیں نکلتا۔ مجھے نہ فروخت کر۔ اور نہ ہی کسی کی بخشش کر اور نہ ہی آزاد کر۔ تیرے غلام تو بہت ہیں اور میرا خواجہ ایک تو ہی ہے ✣

۳۳۴ - تو نے پہلے تو دوستی کا جام پلا دیا۔ آخر ناانصافی سے زہر فراق دیا۔

جب میں مر گیا۔ تو پوچھا۔ کہ اس کو کس نے مارا ہے۔ واہ واہ کیا کہتا ہے۔ بے وفائی کا تو نے حق ادا کر دیا ✣

۳۳۵ - کاش کہ تو مٹی کے تیل میں لت پت کرکے مجھے آگ لگا دیتا۔ اور کچھ بھی رحم نہ کرتا۔ اور میری عزیز آنکھوں میں نمک ڈال دیتا (یہ سب کچھ کرتا) لیکن دوست سے جدا ہونے کو نہ کہتا ✣

۳۳۶ - اے دل جہالت کی شراب سے کب تک مست رہیگا۔ اے نیست ہو جانے والے کب تک ہستی کی ڈینگیں مارتا رہیگا۔ اگر تو حرص اور غفلت کے سمندر میں غرق نہیں ہے۔ تو تیرے یہ گنہگاری اور حرص پرستی کب تک رہے گی ✣

۳۳۷ - اے وہ ذات کہ دل تیرے بلے کے خم میں گیند بنا ہوا ہے۔ گیند کی طرح تیرے فرمان سے عدول نہیں کرتا۔ ظاہری حالت

جو ہمارے اختیار میں تھی وہ تو ہم نے صاف کر لی۔ باطن جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے۔ اُسے تو صاف کر دے +

(نوٹ) فرقان کی بجائے فرمان پڑھا جائے۔

۳۸۔ اگر تو عدم کا شکار ہو جائے گا۔ تو خودی سے رہائی پائیگا اور اگر اپنی ماحی میں رہیگا تو پھنس جائے گا۔ اچھی طرح سمجھ لے کہ تیرا وجود تیرے راستے کا جواب ہے۔ اپنی خودی کے ساتھ نہ بیٹھ (خودی اختیار نہ کر) کہ ہر وقت ذلیل و خوار ہو گا۔

۳۹۔ اے دل تو کب تک مصائب میں اضافہ کرتا رہے گا۔ اے سراپا خون کب تک درد پیا رہیگا۔ تو نے مجھے دربدر اور کوچہ بکوچہ ٹھوکریں دیں۔ اور مجھے ذلیل و رسوا کر دیا +

۴۰۔ جہاں تک تجھ سے ہو سکے کسی دل کا یار (فرمان) جان سے اٹھا (نہایت خوشی سے فرمان پذیر ہو جا) اور کوشش کر کہ کوئی دل تیرا یار ہو جائے۔

اور کسی کی دل آزاری نہ کر۔ کیونکہ اچانک ایک ہی دل آزاری کے بدلے دونوں جہان کی کمائی برباد کرے گا +

۴۱۔ دنیا ایک راستہ ہے۔ اور بہشت ایک منزل گاہ ہے اور یہ دونوں صاحبان معرفت کے لئے تنکے کے برابر ہیں۔ اگر تو عاشق صادق ہے۔ تو ان ہر دو سے گزر جا۔ تاکہ راست تجھے اپنی طرف راستہ دکھائے +

۴۲۔ مدرسے میں اگرچہ عقل و دانش حاصل کرے گا۔ اور بحث و مباحثہ سے مجلس کو رونق دے گا۔ لیکن باوجود اس تمام عقل و دانش

کے مدرسۂ عشق میں نو آموز بچوں کی طرح حیران ہوگا ۔

۳۴۴۔ میں نے محبوب سے عرض کی تو اس زیبائش کے ساتھ کس کے لئے ہے ۔ فرمایا کہ اپنے لئے ۔ کیونکہ میں یکتا ہوں ۔ عشق بھی میں خود ہی ہوں ۔ اور عاشق بھی خود ہی ۔ اور معشوق بھی میں ہی ہوں ۔ آئینہ بھی خود ہی ہوں ۔ اور جمال بھی خود ہی تیز بینائی بھی میں ہی ہوں ۔

ف :۔ الغرض جہان میں جو کچھ نظر آ رہا ہے ۔ وہ پرتو ذات ذوالجلال بے مثال ہے ۔

قومی پریس لاہور بیرون دروازہ میں باہتمام مولوی محمد صدیق پرنٹر کے چھپا۔ اور نذیر احمد پبلشر نے شائع کیا